SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, December 26, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی ا لمسجدا
لا قصالذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا (ط) انہ ھوا لسمیع
البصیر O واتینا موسی الکتب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرآء یل الا
تتخذ وا من دونی وکیلا O ذریۃ من حملنا مع نوح (ط) انہ
کان عبدا شکورا O

ترجمہ، اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ۔ پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک۔ جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہراؤ اسے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا بیشک وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, December 26, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی ا لمسجدا
لا قصالذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا (ط) انہ ھوا لسمیع
البصیر O واتینا موسی الکتب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرآء یل الا
تتخذ وا من دونی وکیلا O ذریۃ من حملنا مع نوح (ط) انہ
کان عبدا شکورا O

ترجمہ، اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ۔ پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک۔ جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہراؤ اسے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا بیشک وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا۔

جناب چیئرمین: جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد: شکریہ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں پشاور میں بم کا دھماکہ ہوا اور اس میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور کئی ہمارے مسلمان بھائی جو ہیں وہ زخمی ہیں اس وقت بھی اور اس سے پہلے فیصل آباد میں ایک بس میں بھی اور ہمارے سابق وزیر غلام دستگیر خان صاحب کے سینما میں بھی بم کا دھماکہ ہوا تھا گوجرانوالہ میں اور کراچی میں تو روزانہ ایک معمول ہے ہمارے بھائی شہید ہو رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے اور فاتحہ پڑھی جائے۔

جناب آفتاب احمد شیخ: میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ کراچی میں جناب الطاف حسین کے بھائی اور ان کے بھتیجے کو شہید کیا گیا میں اس صورتحال میں جانا نہیں چاہتا کہ کیسے کیا گیا چونکہ فاتحہ ہو رہی ہے لہذا ان کا بھی نام شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی جناب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: بلوچستان سے گزشتہ ماہ کی 22 تاریخ کو ہمارے ایک ساتھی بلوچستان نیشنل موومنٹ کے وزیر محمد ایوب بلیدی صاحب ' وزیر مال اور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن شہید ہوگئے تھے ایکشن کمیشن کے ساتھ فرحت اللہ صاحب کے ساتھ۔ یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ تو جب دعا ہو رہی ہے تو ان سب کے لئے دعا کی جائے۔

جناب چیئرمین: حافظ صاحب دعا مغفرت فرمائیں۔

(اس موقع پر دعائے مغفرت کی گئی)

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman: In exercise of powers conferred by Rule 14 of the Rules of Procedures and Conduct of Business in the Senate 1988, I nominate the following Senators in order of precedence to form the panel of presiding officers for this session of the Senate.

1. Ch.Muhammad Anwar Bhinder

2. Syed Iqbal Haider

3. Miss Fiza Junejo

جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ جناب چیئرمین! جیسے میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ ہم نے اپنی meeting میں یہ طے کیا تھا کہ آپ سے گزارش کریں گے کہ پشاور کے سانحہ کے بارے میں ارکان اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اس لئے آج Question Hour کے بعد انہیں موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ آپ جانتے ہیں کہ Law Minister سے بات ہوئی تھی and he has agreed that after the Question Hour we can discuss that on point of order. ٹھیک ہے جناب لاءمنسٹر صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, there is just one thing which I brought to the notice of the honourable Leader of the Opposition and that was that General sahib has to go for a law and order meeting with the Prime Minister at 11.45 a.m. So, he would not be here. General sahib can give a statement in the morning.

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr.Chairman: Alright. We will go to the Question Hour now. Leave Applications اگر کوئی ہیں تو اس کے بعد آئیں گی۔

1. ***Mr. Saifullah Khan Paracha:** Will the Minister for Industries and Production be pleased to refer to Senate Starred Question No.72 replied on 16th November, 1995 and state:

(a) the total cost, loans obtained and debt equity of each project;

(b) the demand in Kg. per annum of basic chromic sulphate and sodium di-chromate during 1994-95;

(c) the total quantity of basic chromic sulphate and sodium di-chromate imported during the year 1994-95; and

(d) the countries from where these items were imported alongwith the quantity?

Brig. (Retd.) Muhammad Asghar: The requisite information is not readily available with the Ministry of Industries and Production. It is, however, being collected from the Provincial Governments, Pakistan Banking Council and the Ministry of Commerce. As soon as the information is available, it will be placed on the table of the House.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

پروفیسر خورشید احمد۔ وہ 16 نومبر کو اٹھایا جا چکا تھا۔

جناب چیئرمین۔ جی کون اس کا جواب دے رہا ہے ڈاکٹر صاحب آپ دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ اس کے تین حصے ہیں دو حصوں کا میں جواب لے آیا ہوں۔ ایک چیز رہ گئی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے یہ جو مجھے مل سکا ہے اس کا پہلا حصہ وہ equity والا مسئلہ جو پاکستان بینکنگ کونسل کے متعلق ہے ہم نے کہا ہے چونکہ private sector میں یہ چند factories ہیں ان کے loans وغیرہ کی جو equity ہے یہ معلومات تو میں انشاء اللہ within a week مہیا کروا لوں گا۔ سوال کے بقیہ دو حصے جو ہیں ان کا جواب اگر آپ فرمائیں تو میں پڑھ دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ اس کا جواب دے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جن ممالک سے یہ chromium sulphate اور sodium di-chromate ہم import کرتے ہیں اور ان کی quantity اور cost میں آپ کو پڑھ

دیتا ہوں تا کہ کوئی معزز رکن اگر سوال پوچھنا چاہے۔ اس کے لئے آسانی ہو تو دوسری بات یہ ہے کہ وہ پانچ فیکٹریز جو ہیں ان کی کتنی production ہے۔ وہ بھی اور دیگر معلومات بھی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ وہ پڑھ دیں۔ جواب لمبا تو نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ نہیں جناب It will hardly take one or two minutes یہ 1994-95 chromium sulphate کی quantity ٹوٹل 100 and 20.300 کلوگرام ہے۔ اس پر 2.441 ملین خرچ آیا ہے۔ اٹلی سے 2000 تین سو کلوگرام import کی ہے جس کی cost ہے 416. ملین روپے۔ ترکی سے قریباً ایک لاکھ کلوگرام امپورٹ ہے اس پر 2.0225 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔ Sodium-di-chromate جو ہم نے ٹوٹل امپورٹ کی ہے 106951 کلوگرام اور اس پر 28.261 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں اور بلغاریہ سے 19950 کلوگرام اور اس پر خرچ آیا ہے 509. ملین روپے۔ نیدرلینڈ سے 739650 کلو گرام import ہوئی ہے اور اس پر خرچ ہوا ہے 20.781 ملین روپے۔ Russian Federation سے 19500 کلوگرام ہم نے لی ہے اور 496. ملین روپے اس پر خرچ آیا ہے۔ USA سے 87751 کلوگرام ہم نے import کیاہے اور اس پر 2.540 ملین روپے خرچ آیا ہے۔ UK سے 140100 کلو گرام ہم نے import کیا ہے اور اس پر 3.935 ملین روپے خرچ ہوئے۔ production اس کا دوسرا حصہ ہے کہ how much has been produced, practically اور ان کی capacity کیا ہے۔یہ پانچ projects ہیں پاکستان میں

M/s. Industrial Chemical Ltd, 29-D site, Karachi; M/s Indusrial Chemical Ltd., C ard No. 310-31`1, Jadoon Amazai M/s Chemical Processing Indusries, Hattar Industrial Estate and after that M/s Hassar Chemicals, Hassar. M/s Swat Chemicals Private Ltd.

یہ لاہور میں ہے۔ اور ان میں سے ایک فیکٹری کام نہیں کر رہی M/s Swat Chemicals یہ یونٹ on technical ground بند ہے۔باقی میں جو پروڈکشن ہوئی ہے - میں ۹۴ء کے figures لوں گا۔ ویسے میرے پاس ۹۲ء کی information بھی ہے comparatively M/s. Industrial Chemical Ltd, Karachi 4,56,100 Kgs production ہے اور اس کے بعد M/s. Industrial Chemical Ltd Gadoon Ltd کی procudtion 3,74,00 Kgs ہے۔ یہ ۹۴ء میں نہیں ہے ۹۵ء

میں اس کی 2,40,000 Kgs production ہے - M/s. Hattar Checmical کی 1993-94 میں
production نہیں ہوئی - یہ 1995 میں لگی ہے - یہاں produce chemical. 90,00 Kgs. ہوا
ہے اور کوئی معلومات آپ چاہیں تو میں دوں گا۔

جناب چیئرمین- چلیں جی آج پراچہ صاحب نہیں ہیں - وہ آئیں گے تو ان سے بات
ہو گی - Next question No. 2, Saifullah Khan Paracha Sahib.

2. *Mr. **Saifullah Khan Paracha**: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to refer to Senate Starred Question No. 85 replied on 16-11-1995 and state:

(a) whether it is a fact that Pakistan climate would not suit the Fresion-Holstien Cows which are from countries having cold temperatures during winter and mild temperatures during summer;

(b) the steps, if any, taken to import Fresion-Holstien Cows from tropical and sub-tropical countries; and

(c) the average estimated cost of each cow?

Nawab Muhammad Yousuf Talpur: (a) The experience of provincial Departments and NARC except Punjab is quite successful in keeping exotic dairy breeds in Pakistan. The animals are well adapted and are breeding successfully. Therefore, there is no such inhibition for exotic animals to be aclamatized in Pakistan provided good management and feeding is provided.

(b) There is a proposal to import fresion-Holstien cows from tropical and sub-tropical countries under project namely "Awani/Kisan'Dehi Dairy and Meat" which is under consideration of the Government.

(c) The average estimated cost of each cow is between US $ 1700 to 2000 CIF Karachi.

(d) A project to this effect in the private sector is running very successfully in Shahkot.

Mr. Chairman: Any supplementary?

جی جناب حافظ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ دودھ دینے والے غیر ملکی جانور یعنی گائے بھینس کے علاوہ بیرونی ممالک سے گھوڑے گھوڑیاں بھی منگوائی گئی ہیں اور اگر منگوائی گئی ہیں تو کس نسل کی، کس کس کے لئے اور کتنی تعداد میں منگوائی گئی ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ آپ سوال کو پڑھیں تو it is unconcerned at all اور آپ اگر نیا سوال کریں تو یہ معلومات بھی ہم مہیا کر دیں گے۔ اور اگر یہ گائے بھینس نہیں منگواتے اور گھوڑا گھوڑی منگواتے ہیں تو وہ بھی ہم مہیا کر دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے بارے میں کوئی information ہے کہ نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ نہیں، کوئی information نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ کوئی information نہیں ہے تو اس کے لئے دوبارہ نوٹس آپ کو دینا ہو گا۔ جی جناب حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ وزیر موصوف صاحب سے میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ ہم باہر کے ممالک سے تو گائے اور بھینسیں منگواتے ہیں۔ لیکن اپنے ملک کے اندر بہترین نسلیں موجود ہیں ان کا ہم خیال کیوں نہیں کرتے اور ان کی افزائش اور ان کی بہتری کے لئے کیوں اقدام نہیں اٹھاتے مثلاً بیل، گائے اور بھینس کی بعض بہترین نسلیں ہمارے پاس موجود ہیں اور یہ ساری دنیا میں مانی جاتی ہیں، ان کی بہتری کے لئے بھی حکومت کو انتظام کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ تو کیا انتظام حکومت کو کرنا چاہیئے۔ وزیر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! وہ چاہتے ہیں کہ اپنی ملک کی نسلوں کو

ہم آگے لائیں۔ اس کے لئے میں معزز رکن سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساہیوال نسل کی گائے اوردیگر کے لئے at large scale we are doing that. اب مسئلہ یہ ہے کہ ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ دودھ کی کتنی quantity is required for the country ۔ہماری مقامی بہترین سے بہترین نسل کا maximum milk in 8 litre a day ہے لیکن ان کو شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ جو دوسری نسلیں ہیں ان کی کم سے کم daily پروڈکشن ۱۸ لیٹر ہے ۔ اب دس لیٹر کا difference ہے تو اس طریقہ کار سے ہم اپنی ضروریات کو meet with نہیں کر سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ نسلیں ہماری اپنی ہو جائیں تا کہ

milk production could be maximum which is the requirement of the people of Pakistan and it is the requirement of the time.

جناب چیئرمین۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں آئیں اور یہاں کے ماحول سے متاثر ہو کے ان کا بھی دودھ کم ہو جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ نہیں ' یہاں پنجاب میں ان کے لئے ایک فارم ہے حتی کہ بلوچستان میں بھی ہے ان کو علم ہوگا کہ یہ جسے ولائتی گائے کہتے ہیں یہ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کی ایک گائے لیتے ہیں بڑی خوشی سے رکھتے ہیں ان پر یہ اثر نہیں کرتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب بھنڈر صاحب ۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, the 1st question was for Minister for Indsutries and Production

ان کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ بیمار ہیں ان کی بجائے جناب شیر افگن صاحب جواب دے رہے ہیں۔ دوسرا سوال Minister for Food and Agriculture and Livestock سے متعلق ہے۔ اس کا جواب بھی اگر یہ دے دیں تو سارے منسٹر صاحبان کی طرف سے سینٹ کے لئے ایک ہی منسٹر صاحب کافی ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے مناسب طریقہ یہ ہے اور پرانے زمانے میں یہ ہوا کرتا تھا کہ جو منسٹر باہر جاتے تھے وہ آپ سے اجازت لے کر اور آپ کو اور ہاؤس کو inform کرتے تھے کہ فلاں منسٹر صاحب نہیں آ سکیں گے۔ اب ہر چیز کے expert تو جناب شیر افگن صاحب نہیں ہیں ۔ وہ بہت competent ہیں ۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ

ہاؤس کو یہ بتایا جائے کہ متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں۔ کیوں یہ جواب دے رہے اور وہ کیوں ہاؤس میں نہیں آئے۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جناب ڈاکٹر صاحب کیا بات ہے وزیر صاحب کہاں گئے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! بات ان کی بالکل جائز ہے کہ ان کو خود آنا چاہئیے تھا لیکن آج آپ کو علم ہے کہ special conference ہو رہی ہے Sciecne and Technology پر اور جتنے Foreign Ministers ادھر آ رہے ہیں ان کے لئے وزیر صاحب کو خصوصی طور پر protocol duty دی گئی ہے۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, that is not true. That is noso important as the Senate Session is.

جناب چیئرمین:۔ دیکھئیے آج خوش قسمتی یہ ہے اور اتفاق کی بات ہے بھی کہ Foreign Minister صاحب ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور تالپور صاحب غیر حاضر ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:۔ یہ آپ خود بھی فرماتے رہتے ہیں اور Constitutionally, it is correct, it is the collective responsibility.

جناب چیئرمین:۔ آپ بڑا اچھا کررہے ہیں۔ Your doing is very well. لیکن اصولی بات تو آپ یہ کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اصولی طور پر یہ درست ہے لیکن اس میں تمام components جو ہیں وہ technical ہیں embryo کا سوال آئے گا، میں بات یہ ہے کہ it is not a doctory' work, اس کے لئے بھی میں نے محنت خود کی تھی لیکن آگے آپ خود دیکھ لیجئے Food and Agricultrue کے جو سوالات ہیں یہ totally from the medical point of view are different.

جناب چیئرمین:۔ بہرحال I think the point is valid and you should convey it to the concerned Minister that the House has expressed its displeasure over the absence of the Minister concerned. جناب حافظ حسین احمد صاحب!

حافظ حسین احمد: جناب یہ اگر یقین دہانی کرادیں کہ میرے سوالات کے جوابات

دے دیں گے تو ٹھیک بھنڈر صاحب نے جو بات کی وہ یہی ہے کہ اگر یہ حیوانات کے ڈاکٹر ہوتے پھر بھی میرے سوال کا جواب دے سکتے تھے ۔ خیر میں گزارش کروں گا کہ میرا سوال یہ ہے کہ کیا دودھ دینے کے حوالے سے عربی اونٹنی یا کسی کو VIP کے لئے یا عوام کے لئے درآمد کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں ہے۔؟

جناب چیئرمین:۔ جی ڈاکٹر صاحب !

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:۔ یہاں پہ یہ taste نہیں ہے جی ۔

جناب چیئرمین:۔ کیا نہیں ہے ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:۔ اونٹنی کا دودھ ۔

حافظ حسین احمد :۔ جناب عربی اونٹی منگوائی جاتی ہے یہاں پر VIPs منگواتے ہیں۔ پھر اس کو دوائیں کھلاکر اس کا دودھ پیا جاتا ہے ۔ میں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے پاس اس قسم کا کوئی منصوبہ ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی :۔ہمارا منصوبہ نہیں ہے۔ جب آپ کی حکومت آجائے تو sextonicکے طور پر آپ منگوالیں ۔

جناب چیئرمین:۔ جی جناب مندو خیل صاحب!

جناب صوبیدار خان مندوخیل :۔ جناب یہ Food and Agriculture کا بڑا اہم مسئلہ ہے ہمارے پاکستان میں دودھ باہر سے آتا ہے ۔ جس کی ڈیٹ expired ہوجاتی ہیں اور لوگ اس سے بیمار ہوجاتے ہیں میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آیا یہ جو ہم باہر کی نسل کی گائے منگواتے ہیں اس کی نسل کی افزائش کے لئے یہاں کوئی research آفس ہے یا کوئی research laboratory ہے تاکہ ہماری گائے کی نسل کی بہتری ہو سکے' اور یہ کہاں کہاں' کس کس صوبے میں research ہو رہی ہے۔ کیوں کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور باہر سے دودھ جب آتا ہے وہ (inedible) ہوتا ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا ! This is Pakistan Agriculture

Research Council کے تحت National Agriculture Research Council ہے اس کی

branches بھی صوبوں میں ہیں ' Totally they are concerned with this. جو ہماری livestock ہیں وہ important ہیں ان کے لئے ہماری جدید laboratory یہاں موجود ہے۔ اس کی افزائش کے لئے یہ artificial insemination آ چکی ہے۔ دوسرا جتنے experiments ہوئے ہیں We are carrying it out. We have got very good experts for cross breeding دن رات یہ کام ہورہا ہے ۔ آگے میرے خیال میں ایک سوال ہے ۔ اس میں اس قسم کی ایک چیز آئے گی' اس میں جو detail آپ چاہیں گے وہ میں آپ کو مہیا کردوں گا۔

جناب چیئرمین :۔جی جناب شیخ صاحب '

جناب آفتاب احمد شیخ :۔ ڈاکٹر صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ اگر embryo کی بات جیسا کہ اگلے سوال نمبر 3 میں کی گئی ۔ تو یہ cows جو import کرنے کے لئے بتا رہے ہیں کہ ۱۷۰۰ ڈالر سے ۲۰۰۰ ہزار ڈالر ایک cow کی قیمت پڑتی ہے یہ question No.2 کے جواب میں کہا گیا ہے۔ تو یہ bull کا embryo transfer کیوں نہیں کراتے؟

جناب چیئرمین:۔ وہ آئے گا تو پھر transfer کرائیں گے۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: As the cow is to be imported.

Mr. Chairman: Individual's export of cow, get the embryo transferred and bring her back.

جناب آفتاب احمد شیخ : بجائے اس کے cow منگائیں آپ ' اس country سے embryo transfer نہیں کراتے' یہاں پرand use it in your own cows؟آپ صحیح بات بتائیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:۔ وہ بھی ہورہا ہے ۔میں صحیح بتاؤں گا ۔

come to the question No. 3 where you can have this question and I will reply.

جناب آفتاب احمد شیخ :۔ میرا تو سوال یہ ہے کہ یہ جو cow آپ منگا رہے ہیں' اس cow کی cost ۱۷۰۰ ڈالر سے لیکر ۲۰۰۰ تک ہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ' یہ تو شروع کی original import price تھی اب یہ سستی ہوجائے گی ۔

جناب آفتاب احمد شیخ: میں کہتا ہوں کہ cow کیوں منگا رہے ہیں آپ، آپ

embryo کیوں نہیں منگاتے۔ bull منگائیں آپ and use that embryo in your cows۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: سوال نمبر ۳ پر آپ ذرا آئیں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۳ سیف اللہ پراچہ صاحب on his behalf ۔

3. *Mr. Saifullah Khan Paracha: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to refer to Senate Unstarred Question No.6 replied on 16th November, 1995 and state:

(a) the reasons for not carrying out Embryo Transfer in goats;

(b) the reasons for a big difference in numbers of Embryo collected and numbers of Embryo transferred in case of cows and buffaloes and steps taken for better utilisation of Embryos collected; and

(c) the steps taken for acquiring experience, know how and technology and for providing infrastructure for Embryo Transfer in cows, buffaloes, sheep and goats?

Nawab Muhammad Yousaf Talpur: (a) Main objective at NARC embryo transfer lab has been to work with large ruminans i.e. cows and buffaloes which are major dairy animals in the country. Due to shortage of funds as well as manpower, the work was not extended to small ruminants i.e. sheep and goat. Only once in 1992, embryo transfer work in sheep was successfully carried at the request of and with the financial support of Agha Khan Programme. Work in goat, however, can be done subject to availability of funds. PARC, however, is launching a modest programme for goats in 1995-96, within its own resources.

(b) There is difference between number of embryos collected and

transferred in cows and buffaloes, because of technical/scientific reasons given below:

(i) Only good quality embryos were transferred out of total embryos collected.

(ii) Embryos were transferred to synchronized recipients only. Since the number of recipients available were less, so less embryos could be transferred.

(iii) some good quality embryos were deep frozen for experimental purposes to study their post-thaw morphology. These embryos were not counted as embryos transferred.

(iv) Arrangements are being made to procure embryo freezer so that all the surplus embryos could be deep frozen and be transferred to synchronized recipients at different Government Livestock Farms and with progressive farmers.

(c) Steps taken for this purpose are as follows:

(i) There are four scientists working in embryo transfer section at the Animal Production Institute, NARC, Islamabad. Three of these scientists have received highest level of education (PH.D. and training from best universities in the world. Furthermore, these scientists went to various laboratories abroad to enhance their capabilities of embryo transfer.

(ii) Experiments are planned in collaboration with other Government Livestock Research Institutes in the country to do embryo transfer work and to impart training to staff of these institutes.

(iii) The research is generally funded at low levels of budget allocations. Embryo programme is also reasonable within available resources.

جناب چیئرمین۔ سپلیمنٹری جناب شیخ صاحب'

جناب آفتاب احمد شیخ۔ یہی سوال ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ کہتے ہیں کہ embryos کے ٹرانسفر کے لئے آپ وہاں سے embryos منگوا لیں۔ cow منگوانا بہت مہنگی پڑتی ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, let him listen what we are doing. To give boost to meat and milk production in the country. A project has been prepared on the directive of the Prime Minister of Pakistan. The project will increase livestock productivity in the country and uplift the socio-economic status of the rural farmer. The project is to meet overall objectives to boost milk and meat production in the country as highlighted in 7th Five Year Plan. Under this scheme one lac Sahiwal Holstien-Fresion cross cows would be purchased locally.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میرا سوال دوسرا ہے۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب! کس سوال سے آپ پڑھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ یہ نمبر ۳ کا انہوں نے فرمایا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے۔ یہیں کیوں نہیں منگوا لیتے ہیں۔ semen artificial insemination یا embryos frozen تو یہ تمام صورت حال یہ ہے کہ we are doing that اور یہ کتنا منگوا رہے ہیں ابھی میرے پاس تمام figures ہیں۔ اس لئے ان کا کہنا بجا ہے کہ 56000 سے لیکر 76000 تک ایک گائے کی جو قیمت دی گئی ہے۔ ایک گائے کی یا ہم بھنیسیں منگوائیں گے تو اس پہ cast آئے گی۔ اب اس کو multiply کیا جائے تو صحیح معنوں میں لاکھوں روپے ہیں۔ It is no figure for a big

country like us, an agricultural country. تو اس کے لئے ہم قریباً ڈھائی ملین یونٹس اور یہ تمام چیزیں امپورٹ کر رہے ہیں اور اس میں embryos بھی ہے۔ اب embroys جو ہم منگواتے ہیں۔ اس میں سائنٹفیک لیبارٹری میں analysis کرنی پڑتی ہے۔ before it goes into the cow or the buffalo کیونکہ اس کے لئے harmonal incitement comparatively دینی پڑتی ہے۔ تو اس پر بھی وسیع پیمانے پر این اے آر سی لیبارٹری کام کر رہی ہے------

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میرا سوال دوسرا ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ کام کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ کر رہے ہیں اور وہ under way ہے بہت ساری چیزوں میں ہم نے advance کر لیا ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ cow منگوانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ منگوا رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ منگوا رہے ہیں۔ اور ملک میں موجود ہے اور سالوں سے اس پر کام ہو رہا ہے اور we are introducing that thing and we are implanting embryo۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب'

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میرا سوال یہ ہے کہ گائے اور بھینسوں کے لئے تو یہ embryo transfer کرانے کا پروگرام ہے اور اس پر ملک کے اندر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے۔ سارے ملک میں بالخصوص بلوچستان میں بھیڑیں اور بکریاں جو بہت بڑی آبادی کا بلکہ روز گار بھی ہیں اور یہاں پاکستان میں لوگ ان کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ تو کیا ان کے لئے ملک کے اندر embryos transfer کا پروگرام تیار کیا جائے تاکہ سائنسی بنیادوں پر ہم اس ضرورت کو پورا کرسکیں۔ گوشت' دودھ' اون وغیرہ ان جانوروں سے ہم حاصل کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! یہ تجربہ goats پر بھی ہوا تھا اور کامیاب رہا ہے۔ لیکن It is very expensive اخراجات بہت زیادہ ہیں فائدہ کم ہے نقصان ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری اپنی بکریاں وغیرہ اچھی نسل کی ہیں۔ ان کی cross breeding ٹھیک ٹھاک ہے۔ نیا طریقہ کار اختیار کرنے سے کروڑوں روپے خرچ کرکے بے پناہ نقصان ہو گا۔ اس پہلو کو study کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے جی۔

Next question No.4. Ch. Shujat Hussain Sahib

4. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Health be pleased to state the time by which the National Health Policy will be announced, and the reasons for its delay?

Minister for Health: The Cabinet vide its decision No. 113/10/90, dated 7-5-1990 had given its approval in principle to the National Health Policy. This policy is being implemented and has been widely distributed.

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے مندوخیل صاحب ضمنی سوال۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔جناب والا! یہاں جواب یہ دیا گیا کہ چھوٹے کا Irrigation schemes کا گورنمنٹ نے -----

جناب چیئرمین۔نہیں - یہ سوال نمبر 4 ہے ۔اس پر فرمائیے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔جناب یہ تو بہت پرانی پالیسی ہے۔ یہ 7-5-90 کی پالیسی ہے۔ لیکن پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے کیا۔ کوئی پالیسی تیار کی ہے اور اگر تیار نہیں کی ہے تو کیوں نہیں کی۔

جناب چیئرمین۔جی جناب منسٹر صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جناب والا!ہم ہی نے' 1988ء میں یہ پالیسی دی تھی۔ میں پیپرز لایا ہوں اور یہ مستند تھی ۔ اس وقت under process تھی۔ پھر گورنمنٹ dissolve ہوگئی ۔ اور یہ cabinet decision implement ہو چکا تھا ۔ جو تاریخ دی ہوئی ہے اس جواب میں 'یہ 1090, decision number 113 7-5-90 کو باقاعدہ اس کی approval ہو چکی تھی۔document is with me

یہ ہماری ہی پالیسی ہے۔ اس کے بعد کی آنے والی حکومت نے اس پر سوچا ہی نہیں ہے۔It is being implemented throughout Pakistan, in all theProvinces. اگر یہ دیکھنا چاہیں یا لینا چاہیں تو لے لیں۔

Mr. Chairman: Any supplementary?

Prof. Khurshid Ahmed: Has it been circulated?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Yes, on a large scale. If you are missing with that document, I can provide you.

پروفیسر خورشید احمد۔پھر دے دیں۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔جناب والا! سینٹ میں سرکولیٹ نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین۔اگر کسی کو چاہئیے تو ان سے لے لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔میں جناب اس کی کاپیاں بنوا کر سب کو دے دوں گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔جناب یہاں الفاظ یہ ہیں کہ 'widely circulated اور سینٹ میں سرکولیشن نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین۔منگوا لیں جی کچھ کاپیاں ---- جی جناب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔جناب چیئرمین! میرا یہ سوال ہے کہ کیا موجودہ حکومت جب سے آئی ہے ۔ کوئی ہیلتھ پالیسی نہ دینے کی کیا یہ وجہ ہے کہ اب تک ہیلتھ کا وزیر نہیں ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جناب والا!جب ہم نے ہیلتھ پالیسی دے دی ہے اور پچھلی حکومت نے بھی ہماری ہی دی ہوئی پالیسی پر عمل کیا۔ اور ہم بھی اسی پر عمل پیرا ہیں----

جناب چیئرمین۔اب آپ کا کہنا یہ ہے کہ جب ہیلتھ پالیسی آ جائے تو وزیر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔نہیں جناب والا!ضرورت تو ہے ۔ لیکن جناب ان کا یہ کہنا بے جا ہے۔ یہ سمجھدار ہیں۔ وکیل نہ ہوتے دوسرا اور کوئی سوال کرتا تو جائز ہوتا۔ آفتاب شیخ تو

بہت لکھا پڑھا آدمی ہے۔ He knows it. There is a Minister and incharge. Minister is the Prime Minister اور اس سے بڑی اور کیا خوش قسمتی ہے کہ ہیلتھ منسٹری کی انچارج Prime Minister خود ہیں۔

جناب چیئرمین۔جی جناب بھنڈر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد۔پرائم منسٹر کتنی منسٹریوں کی انچارج منسٹر ہیں؟

جناب چیئرمین۔پہلے بھنڈر صاحب کا سوال ہو جائے تو پھر آپ کی باری ہے ۔ جی جناب بھنڈر صاحب ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی روایت یہ ہے اور حکومت کے لئے بھی اچھا ہوتا ہے کہ جب بھی کبھی کوئی اہم پالیسی یا دستاویز قوم کو دینا ہو تو پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا جائے ۔ تو کیا اس ہیلتھ پالیسی کو بنانے سے پیشتر نیشنل اسمبلی یا سینٹ یا بحیثیت مجموعی پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین۔جی جناب ڈاکٹر صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔جناب والا! آپ کو بھی علم ہے کہ جب پالیسیز بنتی ہیں تو بنیادی طور پر جہاں یہ اطلاق کرتی ہیں یا جنھوں نے اطلاق کرانا ہوتا ہے۔ ان کو اعتماد میں لینا پڑتا ہے۔ تمام صوبائی حکومتوں سے رابطہ کیا گیا ان سے رائے لی گئی ۔ انہوں نے approval دے دی۔ اس کے بعد The biggest forum for this Government is to frame policy, Cabinet decision is there . It was not as something has been done very odd in our country. کہ بغیر کیبنٹ کو بتائے ہوئے گھر پر بیٹھ کر دستخط ہوگئے باقاعدہ اس کو کیبنٹ نے approve کیا۔ اس میں چونکہ وقفہ بہت گزر چکا ہے ۔ شاید یہ دستاویز یہاں آئی ہو ۔ ان کی نگاہ سے نہ گزری ہو۔ تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ میں دوبارہ اس کو lay کردوں گا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میرا تو یہ سوال ہی نہیں تھا کہ یہاں صرف لے کر دی جائے ۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں یا پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی پالیسی کیا ہے کہ اتنی بڑی پالیسی صحت کے لئے آپ دے رہے ہیں ۔ کیا آپ پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے رہے ہیں یا اس

کے بغیر ہی بنا لیتے ہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہیں جی۔ ہم تو ہمیشہ اہم چیزیں فلور پر لائے ہیں۔ ان پر discuss کی ہیں۔ سب کچھ کیا ہے۔ اب اگر if the government was really knocked out by conspiracies what should we do? ہم لاتے لازمی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ؛ ڈاکٹر صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ جس وقت یہ پالیسی بنی ہے، کیا اس وقت کوئی ممبر قومی اسمبلی سے یا ممبر سینٹ سے مشورہ کیا گیا تھا یا نہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں ایک گزارش کروں گا ۔ آپ اس میں date پر اگر غور فرمائیں-----

جناب چیئرمین- 90ء کی ہے مئی 90ء کی ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: What the time was left to present before the Assembly.

Mr. Chairman: No. No. Before formulation.

وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ formulation سے پہلے جن لوگوں سے مشورہ کیا جاتا ہے۔اس میں ممبران قومی اسمبلی یا سینٹ شامل تھے یا نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ Rules of Business میں کہیں دکھائیں۔

جناب چیئرمین؛ Rules کو چھوڑو۔ آپ بتائیں کہ ان سے مشورہ کیا گیا ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی؛ کیوں چھوڑوں۔

جناب چیئرمین ؛ آپ سے تو سوال factually پوچھا جا رہا ہے ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: We go by law, Sir.

جناب چیئرمین ؛ نہیں laws کو بعد میں لائیں۔ factual بات بتائیں ڈاکٹر صاحب۔ factually کیا گیا تھا یا نہیں۔ That is all ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: کونسا۔

جناب چیئرمین : یہ جو پالیسی بنائی گئی تھی۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It was not required.

Mr. Chaiman: Not done.

ختم ہو گئی بات جی۔ It was not done آپ الٹی بحث شروع کرتے ہیں۔ جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو صحت کی پالیسی آپ نے دی ہے اس کو 5,4 سال گزر چکے ہیں۔ کیا اس کو revise کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اگر پہلے پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے تو اب یہ اس پالیسی کے لئے یا اس میں ترمیم کرنے کے لئے پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا گوارہ کریں گے۔

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! بات یہ ہے کہ اس میں اگر کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت ہوتی ہے تو we are doing and we will do یہ بات مصدقہ ہے کہ کوئی document آخری نہیں ہوتا۔ وقت کا تقاضا بدلتا ہے۔ چیزیں بدلتی ہیں۔ .we require certain things, we will change

اب بات یہ ہے کہ اس کا ایک مرحلہ رہ گیا ہے اس کے لئے میں نے گزارش کی ہے کہ

We will put this document now before the August House, if they want to discuss, at any time we can discuss.

چوہدری محمد انور بھنڈر: آپ پارلیمنٹ کو responsible ہیں۔ یہ آئینی صورت ہے۔ لیکن جس ادارے کو آپ responsible ہیں اس سے آپ کوئی پالیسی بھی نہیں منواتے۔ کوئی پالیسی بھی پیش نہیں کرتے۔ کیا آپ کی یہ پالیسی ہے کہ responsible ہوتے ہوئے بھی آپ اس کو by-pass کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا ہے۔ دستور

کا آرٹیکل (4)91 کا اگر وہ مطالعہ فرمائیں تو

we are responsible to the National Assembly and we do that. We are not responsible to this August House.

Mr. Chairman: I disagree with you Dr. Sher Afgan Sahib, please sit down. If you are not responsible why are you here? If you are not responsible Dr. Sahib what are we all doing here?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا ! یہ کسی وقت بھی اس issue کو discuss کر سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: Please sit down, I don't want to hear you.

اگر حکومت responsible نہیں ہے تو یہ سارے کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا !

Mr. Chairman: Please Dr. Sahib I don't want to listen to this now. Pleasesit down. Next question No. 5.

5. *Chaudhry Shujat Hussain: Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to prepare small irrigation schemes to tap spring water in Balochistan?

Nawab Mohammad Yousaf Talpur: At present there is no proposal under consideration of the Government to prepare small irrigation schemes to tap spring water in Balochistan.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین ! میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں جو study ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ 50 لاکھ ایکڑ قابل کاشت زمین کو اب تک کاشت میں نہیں لایا گیا ہے اور ہمارا سال کا 10 ملین یعنی ایک کروڑ ایکڑ فٹ سیلاب کا پانی ضائع ہوتا

ہے۔ اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہے پانی کا، سبزی کا، میوے کا ملک کے لئے اور تمام دنیا کے لئے۔ اس حوالے سے میں وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ آپ نے ہمارے ان potentials کی study کی ہے یا نہیں۔ اگر آپ نے study کی ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہے۔ اس کے بارے میں آپ نے کیا projects دیئے ہیں۔ اگر آپ نے study نہیں کی ہے تو آپ نے یہ study کیوں نہیں کی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! معزز رکن کو یہ علم ہو گا کہ بلوچستان نے اپنی ایک provincial authority for water قائم کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں جو اعداد و شمار وہ فرما رہے تھے it is correct کہ sub-soil یا underground جو پانی ہے ہر سال اس کی سطح کم ہو رہی ہے کیونکہ pumping is more and water is going down more میں کوئٹہ کئی دفعہ گیا ہوں اور اب بھی میں recently وہاں گیا تھا at length this matter was discussed by the people وہاں پر open کچہری میں بھی وہ discuss کرتے رہے اور اس قسم کی بہت ساری چیزیں انہوں نے propose کی ہیں۔ اس پر Federal Government بھی attentive ہے اور وہاں پر صوبائی حکومت نے اتھارٹی بنائی ہے جو بھی وہ طریقہ کار Federal Government کو advice کرے گی اور we are cooperating with each other یہ ایک serious مسئلہ ہے اس پر بڑی attention دی گئی ہے اس پر کام ہو رہا ہے اور ہماری خواہش ہے کہ صوبے کا پانی جو کم ہو رہا ہے وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جائے یا اس کی سطح بلند ہو جائے کیونکہ ان کی زراعت بہت اچھی ہے اور وہاں پر بہتر ہونے کے کافی امکانات ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔

قاضی حسین احمد۔ جناب چیئرمین، یہ سب بتا رہے ہیں تو جواب میں کیوں لکھا ہے کہ کوئی چیز زیرغور نہیں ہے۔ یہ شرمناک نہیں ہے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا، شرمناک کی بات نہیں ہے۔ آپ کو ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں---

قاضی حسین احمد۔ نہیں، میں نے پوچھا ہے، کیا یہ شرمناک نہیں ہے؟

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Read the question?

سوال میں small schemes کی بات کی گئی ہے -You don't read it.-

(مداخلت)

جناب چیئرمین- ملک صاحب یہ مسئلہ حل کریں - لکھا کچھ ہوتا ہے پڑھتے کچھ ہیں-

قاضی حسین احمد- بتائیں جی بتائیں- یہ لکھا ہے

at present there is no proposal under consideration of the Government to prepare small irrigation schemes to tap spring water in Balochistan

یہ proposal کیوں زیرغور نہیں ہے-

(مداخلت)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: We are looking after the depth of water which is happening day to day in Balochistan, sub-soil has got deeper down and it will go deeper down.

اسی لئے وہاں کی حکومت نے ٹیوب ویلز پر قدغن لگا دی ہے وہ regulate کر رہے ہیں -
small dams کی proposal ان کے under ہیں -

When they will give us a compact policy that this should be adopted and it requires the intervention of the Federal Government and the aid of the Federal Government, we are ready to do that.

اب یہ سوال میں ہے جناب والا ! آپ مطالعہ کر لیں کہ This is not a little small schemes
story, کہ چھوٹی چھوٹی سکیموں سے یہ صورتحال سنبھلے گی ،

There is required a crash programme, there is required a big project. Then, we can restore the real sub-soil water and that will be set aside, otherwise the whole Quetta city will go dry and has gone already dry.

میں وہاں گیا ہوں اس کے تمام علاقوں میں پینے کا پانی بھی اب نہیں ہے -

مولانا عبدالستار خان نیازی- جناب چیئرمین صاحب! میرا ضمنی سوال ہے-میں یہ

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے ابھی کہا کہ Federal Government جو ہے---

جناب چیئرمین۔ جی لکھا یہ ہے---جی جناب رضا ربانی صاحب ....can you help us۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ اس بات میں ڈاکٹر صاحب کو متوجہ کروں گا کہ صدرمملکت نے ہر بار کہا ہے کہ hill torrents جتنے ہیں ڈیرہ غازی خان میں' ڈیرہ اسماعیل خان میں' سب کے بند باندھ کر ان کے لیے باقاعدہ سیرابی کا انتظام بھی کیا جائے' پینے کے پانی کا انتظام بھی کیا جائے۔ یہی حالت بلوچستان کی ہے----

جناب چیئرمین۔ جی رضا ربانی صاحب--- یہ سن لیں جی--- جی رضا ربانی صاحب کیا تضاد آ گیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ اگر وہاں پر ڈیم بنائے جائیں' بند باندھے جائیں تو اس سے دونوں ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے نہیں کہا صدرمملکت نے اس پر بار بار زور دیا ہے اس لیے اس بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی رضا ربانی صاحب۔ یہ بات سن لیں ان کی جی کہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ جی جناب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I would most humbly submit that there is no contradiction in as far as the question that has been asked and the written reply that has come. What doctor Sahib was subsequently saying was by way of the supplementry, further information. They have asked categorically that whether there is any proposal under the consideration of the Government to prepare small irrigation schemes to tap spring water in Balochsitan? This is the question, Sir, and the answer is that at present there is no proposal under the consideration of the Government to prepare small irrigation schemes to tap spring water in Balochistan. So, as far as the question is concerned the reply is there. What doctor Sahib was then subsequently saying was that he was aware of this difficulty. When he went to Quetta, people also brought this to his

knowledge and the other statements which have been eluded to the President and they are all expressing concern on this difficulty and are saying that something should be done. But in specific terms whether a concrete proposal in black and white is under the consideration of the Government. That was the specific question, Sir, and to that the specific answer has been provided by the Ministry is that in concrete terms there is no proposal.

جناب چیئرمین۔ اب کیا تضاد ہے جناب؟ جی مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا ! وہ یہ ہے کہ یہاں انہوں نے یہ جواب دیا کہ کوئی proposal نہیں ہے ' اور ادھر ہمارے اتنے وسائل ہیں ' تو قاضی صاحب کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ یہ بذات خود شرم ناک ہے کہ گورنمنٹ نے یہ بات consider نہیں کی ' لیکن اس کے ساتھ وزیر صاحب نے ایک اور بات کی جو ہمارے حق میں ہے وہ یہ ہے کہ پانی کی سطح نیچے گر رہی ہے کیونکہ ہم جو اپنے وسائل سے پانی نکال رہے ہیں ' state power سے نہیں' گورنمنٹ کے پاس ' کوئی fund نہیں ہے کہ ہمارے پانی کو preserve کرسکے ' اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ یہ بتائیں کہ آپ کوئی commitment or plan دیتے ہیں کہ اس پانی کو محفوظ کریں گے ؛ preserve کریں گے ؟

جناب چیئرمین۔ کون سے پانی کو spring water کو۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ بس یہی irrigation scheme, small 'irrigation scheme مجموعی طور پر پانی کو preserve کیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں اس وقت جو آپ کا سوال ہے وہ تو spring water کے بارے میں ہے ' لیکن بارشی پانی بھی ہو سکتا ہے ' دریاؤں کا پانی بھی ہو سکتا ہے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب spring water جو ہے ' وہ تو بنتا ہی بارشی پانی سے ہے ' بارش کے پانی کو store کریں تو اس کے کاریز بنتے ہیں ' کاریز کا یہ خصوصی سسٹم یا technique اس لئے بنا ہے کہ پانی store کیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اشتاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں 1968-69 میں بلوچستان میں تھا وہاں پر صورتحال یہ تھی کہ بارش کے پانی کو store کرنے کے لئے مختلف چھوٹے چھوٹے درے تھے، وہاں اس پانی کو store کرنے کے لئے ڈیم بنا پھر اس سے کاریز کو پانی دیا جاتا تھا' یہ نہایت سستا سسٹم تھا، اس پر 50 ہزار روپے خرچ ہوتے تھے اور یہاں کام بہت effectively ہوا ہے، آخر اب اس تجویز پر غور کیوں نہیں کیا جاتا۔

جناب چیئرمین۔ اچھا۔ جی جناب احسان شاہ صاحب آپ کا کیا سوال ہے۔

سید احسان شاہ۔ جناب میری گزارش صرف اتنی ہے کہ یہاں پر جواب دیا گیا ہے کہ فی الحال حکومت کے زیر غور ایسا کوئی منصوبہ نہیں ہے، لیکن اسی فلور پر فنانس منسٹر صاحب نے میرانی ڈیم کے لئے ہم سے وعدہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو اور چیز ہو گئی، یہ تو علیحدہ بات ہو گئی، آپ کا سوال یہ ہے کہ میرانی ڈیم کیوں نہیں بن رہا۔

سید احسان شاہ۔ نہیں جناب اگر اس طرح کا منصوبہ نہیں ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی نہیں ہے' اگر وہ ہے تو اس کے متعلق اگر منسٹر صاحب بتائیں گے تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب! یہ جو انہوں نے irrigation کے لئے spring water کی بات کی' This is a quite different story ' اب بات یہ ہے کہ underground water کی depth بڑھ گئی ہے یہ سارے بلوچستان کا مسئلہ ہے اس کے اندر جو اس کی saturation چاہیئے تھی' اس کی replacement چاہیئے تھی، وہ اس لئے نہیں ہو رہی کہ by tubewell means پانی کا استعمال زیادہ ہے۔ اس کی rainfall جو ہے یا دوسرا پانی کا سلسلہ جو ہے' وہ کم ہے اور جتنا نکال رہے ہیں ' اتنا قدرتی process سے seepdown نہیں ہو رہا' اب اس کے لئے کیا کرنا چاہیئے ' ان کا کہنا بجا ہے کہ اس کے لئے وہاں کی بلوچستان گورنمنٹ سے رجوع کرنا چاہیئے ' فیڈرل گورنمنٹ worried ہے اور وہ منصوبہ جات ہیجس پر کہ وہاں کی حکومت عمل درامد کر چکی ہے 'ان کو شاید معلوم ہو ' 3 سے 5 میں

نے دیکھے ہیں ' flowing dams یا بند بنا رہے ہیں جو اس لئے بناتے ہیں کہ جب یہ Hill torrents یا دوسرے نالے آتے ہیں تو پانی retain کیا جائے تا کہ under ground water کو supplement کیا جاسکے ' اب یہ تمام بلوچستان کے لئے زیر غور ہے ' اس لئے بلوچستان کی اپنی ایک Water Management Authority قائم کی گئی ہے کہ under ground water کو re-fil کیا جائے اور صحیح معنوں میں ان تمام منصوبہ جات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے' جناب صحیح معنوں میں تمام منصوبہ جات کو پایا تکمیل تک پہنچایا جائے' جہاں ڈیم کی ضرورت ہیں' flowing dams سے مراد یہ ہے کہ بہتا ہوا پانی' جو ضائع ہو رہا ہے اس کو slow کر دیا جائے یا retain کر دیا جائے تا کہ وہ زمین کے اندر جذب ہو جائے۔

جناب چیئرمین: تو میں اس ساری بات سے یہ سمجھا ہوں کہ spring water کو استعمال کرنے کے لئے یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ small irrigation scheme جیسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ ویسے حکومت worried ہے کہ بلوچستان میں پانی کم ہو رہا ہے' اس کے لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ delay action dams اور میرانی ڈیم اور دوسری اس قسم کی چیزیں زیر غور ہیں' لیکن یہ جو چیز ہے اس پر غور نہیں ہو رہا ہے۔ بہرحال جو بات سامنے آئی ہے وہ یہی ہے۔

سید احسان شاہ : جناب چیئرمین! میرانی ڈیم ہو گا یا نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! اگر یہ fresh سوال دے دیں تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل : جناب والا! کہا جا رہا ہے کہ موجودہ حکومت irrigation کو privatize کر رہی ہے تو کیا یہ جواب کہ کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ privatization ہو رہی ہے اور وہ spring water ہے' بارانی پانی ہے' یا canal کا پانی ہے' ان کے متعلق توجہ نہیں دی جا رہی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! میں categorically کہہ رہا ہوں کہ بالکل نہیں ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جناب ڈاکٹر حئی صاحب، بس جی دس سوال ہو گئے ہیں، صرف تین سوالوں کی اجازت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی : جناب والا! میرا ضمنی سوال وزیر موصوف صاحب سے یہ ہے کہ وہ خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بلوچستان میں پانی کی سطح نیچے گر رہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ بارشوں کا پانی spring water اور جو دوسرے ذرائع ہیں، مثلاً سیلاب کا جو پانی ہے وہ سارا بلوچستان کا ضائع جا رہا ہے۔ یہ بھی مانتے ہیں کہ اس ملک کو گندم، پھل اور سبزی کی ضرورت ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہاں صرف باتیں کی جاتی ہیں، عملی طور پر وہاں کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اس پانی کو روکنے کا، سیلاب کے پانی کو یا delay action dams کی جو بات ہے، یہاں تک کہ ہنگو ڈیم، میرانی ڈیم، سارے کے سارے کھٹائی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ بھئی صرف یہ باتیں کر کے ہمیں خوش کرتے ہیں یا واقعی بلوچستان کے پانی کو زیرِاستعمال لا کر نہ صرف وہاں کے لوگوں کی ضرورت بلکہ پورے ملک بلکہ میڈل ایسٹ کو اجناس، زرعی اور پھل، میوہ، سبزی مہیا کر سکتے ہیں تو آپ کیوں اس پر عملدرآمد نہیں کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! واٹر مینجمنٹ اتھارٹی بلوچستان میں اسی لئے بنائی گئی ہے کہ بلوچستان گورنمنٹ سے فیڈرل گورنمنٹ کی requirement ہے کہ they should feed us immediately تا کہ ہم اس کا سدباب کر سکیں۔ جب وہاں سے technical experts سے کوئی چیز نہ ملے، حالانکہ ہم worried ہیں، جب بھی کوئی گیا ہے، میں گیا ہوں، کھلی کچہریاں ہوئی ہیں، یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایشو نہیں ہے، 'it is a crises coming' آج وہ ایشو لگتا ہے چند سالوں کے بعد a bigger crises in Baluchistan will be shortage of water for irrigation..... اگر یہ باتیں ہوتیں تو ----

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی سمجھ آ گئی جی، جی جناب قاضی حسین احمد۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! میں گورنمنٹ کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ زیارت ویلی میں کاریز خشک ہو گئے تھے۔ بہت خوبصورت ویلی مگر کاریز خشک ہو گئے تھے۔ لیکن زیارت ویلی کے ہیڈ پر ایک چھوٹا سا بند باندھا گیا جس میں بارش کا پانی آ کے جمع ہوتا ہے، نہ وہاں پر

کوئی دریا ہے، نہ کچھ اور ہے، لیکن بارش کا پانی وہاں جمع ہوتا ہے، اور وہ نیچے sweep ہو جاتا ہے، اس کے نتیجے میں ساری زیارت ویلی کے کاریز بھر گئے اور پوری کی پوری ویلی اس کے نتیجے میں سرسبز ہو گئی۔ اس طرح کے spots بلوچستان میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ اور یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور بہت ہی معمولی پیسے سے حل ہو سکتا ہے، اس کے لئے کوئی بہت زیادہ ڈیم بھی نہیں بنانے پڑتے اور میں گورنمنٹ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر اس کی اہمیت کو وہ جانتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں تو اس کو priority basis پر ایسے spots معلوم کرنے چاہئیں اور لوگوں کی یہ ضرورت پوری کر دینی چاہیئے۔

Mr. Chairman : So all these suggestions will be considered.

جی اگلا سوال بہت ہو گئے جی، اگلا سوال نمبر 6 سید احسان شاہ صاحب۔

6. *Syed Ehsan Shah: Will the Minister for Health be pleased to state the number of Doctors working in the hospitals under the administrative control of the Government with province-wise break-up?

Minister for Health: There are 905 doctors working in the hospitals under the administrative control of Ministry of Health. The Province-wise break-up is as under:-

Punjab	457
Sindh	233
NWFP	121
Balochistan	38
NA/FATA	34
AJK	22

سید احسان شاہ : جناب والا! اس میں ڈاکٹر صاحبان کی جو تعداد دی گئی ہے، اس میں AJK کے 22 ہیں اور بلوچستان کے 38 ہیں، اب آپ خود اندازا کیجئے کہ AJK کی کل آبادی میرے خیال میں پنجاب کی ایک تحصیل کے برابر ہو گی اور دوسری طرف پورا صوبہ ہے، تو یہ

ناانصافی کیوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! split of percentage میں ان کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں وہ تو ہے ناں' وہ کہتے ہیں کہ یہ فرق کیوں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہیں سر انہوں نے اس کو نہیں دیکھا' figures کو دیکھ کر انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ناانصافی ہو رہی ہے۔ let him look into the percentage of quota, whether that has been applied properly or not, if there is any deficiency or surplus, it should be corrected اب میں ڈاکٹروں کی split up percentage دے دیتا ہوں۔ فیصد بھی میرے پاس ہے' prescribed quota بھی میرے پاس ہے۔ پنجاب کے ہیں 457' پنجاب کا کوٹہ ہے 50 فیصد' 50.4 فیصد ان کو کوٹہ ملا ہے' یہ correct ہے۔ سندھ میں urban and rural اس کا 19 فیصد بنتا ہے ٹوٹل' اور ان کو ملا ہے 25.7 فیصد ۔ اب ہے صوبہ سرحد ان کا کوٹہ ہے 11.5 فیصد جبکہ ان کو 13.3 فیصد ملا ہے اور اس کے بعد بلوچستان کا کوٹہ ہے 3.5 فیصد جبکہ ان کو 4.1 فیصد کوٹہ ملا ہے۔ ------

سید احسان شاہ : جناب ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ 5.3 ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ 3.5 ہے----

جناب چیئرمین، تو بہرحال وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان کا 3.5 فیصد ہے اور آپ کو 4.1 ملا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، سر میں ایک گزارش کروں شاید اس سے بھی ان کو کچھ مدد ملے' ہمارے پاس اس وقت 105 ٹوٹل vacancies ہیں۔ وہ ہم نے بھیج دی ہیں فیڈرل پبلک سروس کمیشن کو with the request that if there is any discrepancy کہ کسی صوبے کا کوٹہ اگر کم ہے یا اس میں کوئی ایسی چیز نظر آ رہی ہے کہ ان کے ساتھ ناانصافی ہونے کا احتمال ہے تو 105 vacancies have been sent to FPSC, they will really rectify if any error has been committed or any deficiency or any surplus ereists وہ اسے درست کریں گے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ پہلے بھی کوئی ناانصافی نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ پہلے ان کی سن لیں، پھر آپ کو بھی موقع دیں گے، جی مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ اصل میں ہمارے صوبے کو ایک خاص نقصان دیا گیا ہے، میں ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا، بلکہ ان کی معلومات کے لئے پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارا کوٹہ 5 فیصد نہیں ہے، بلکہ ہمارا کوٹہ 5 فیصد ہمیں waitage دیا گیا تھا، 9 فیصد ہمارا کوٹہ بنتا ہے، آپ پڑھیں----

جناب چیئرمین: بہرحال یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے ڈاکٹر صاحب تو یہ حل نہیں کر سکتے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ذرا ڈاکٹر صاحب سے پوچھیں کہ ہمارے صوبے کا کوٹہ جو ہے وہ ہمیں بتا دیں، ہمارے صوبے کا کوٹہ officially جو فیصلہ ہوا ہے اس میں کیا ہے----

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: 3.5 فیصد ہے۔ کہاں لکھا ہے کوئی document دکھا دیں۔

جناب چیئرمین: یہ کس بنیاد پر آپ بات کر رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: چونکہ یہ سوال اس وقت اٹھا ہے، میں آپ کو وہ ریکارڈ دوں گا کہ ہمارا کوٹہ 9 فیصد بنتا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی وہ لے آئیں تا کہ ان سے بات کر سکیں۔ جی کمانڈر خلیل الرحمٰن صاحب۔

جناب خلیل الرحمٰن: سر اس ملک کی آبادی ہے 13 کروڑ اور یہاں سرکاری ڈاکٹرز صرف 905 سے زیادہ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ صرف فیڈرل ہسپتالوں کے ہیں۔ شیخ زید ہسپتال لاہور میں ہے، ایک کراچی میں ہے، یا اسلام آباد کے ہوں گے، باقی provincial setup ہے۔

جناب خلیل الرحمٰن: but considering it Sir, even then I think the number بہت کم ہے۔ بہت کم ہے۔

جناب چیئرمین ۔جی جناب ڈاکٹر ریحان صاحب ؟

ڈاکٹر محمد ریحان ۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں آج کل کتنے long leave پر ہیں

جناب چیئرمین ۔کتنے long leave پر ہیں ؟

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جی ہاں Ex-Pakistan اور ان کی جو vacancies ہیں جو leave vacancies ہیں ان پر جو postings کی جاتی ہیں اس کا طریقہ ، کار کیا ہے ؟

جناب چیئرمین ۔ڈاکٹر صاحب یہ انفارمیشن آپ کے پاس ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔جی نہیں ہے اس وقت۔

جناب چیئرمین ۔ جی یہ نہیں ہے ۔اچھا اب احسان شاہ صاحب

سید احسان شاہ ۔ کیا جناب ان کے زیر انتظام کوئی ہسپتال ہے ؟

جناب چیئرمین ۔ کس میں جی ؟

سید احسان شاہ ۔ہمارے صوبے میں بلوچستان میں 'ان کے فیڈرل گورنمنٹ کے زیر انتظام کوئی ہسپتال ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جی ڈاکٹر صاحب کوئی ہے۔

جناب ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔نہیں ہے جی

جناب چیئرمین ۔ جی کوئی نہیں ہے ۔

سید احسان شاہ ۔جی کسی اور صوبے میں ہے ؟

جناب چیئرمین ۔ لاہورمیں ایک ہے ' کراچی میں ہے 'پشاورمیں غالباً نہیں ہے ---جی جی ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب مجھے اجازت ہو تو میں عرض کروں ۔ جناب والا! آپ کو علم ہے کہ یہ ہیلتھ کا provincial subject ہے policy makers ہم نہیں اور اس طریقہ کار سے جو کمانڈر صاحب کو confusion ہوئی تھی مسئلہ یہ ہے کہ if we take over all

controversy یہ health structure will collapse تو the hospitals in all the provinces
کھڑی ہو جائے گی اور ہر جگہ پر صورت حال خراب ہو جائے گی

then they will raise the question of provincial autonomy and that will amount to interference in every sector. If that is done in health, tomorrow it will be done in other institutions and the other way it is done with a third thing then the whole system in the Constitution will be lost.

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے جی ۔ وہ فرما رہے ہیں جی کہ بلوچستان میں نہیں ہے ۔ جی جناب حافظ صاحب؟ حافظ صاحب نے سوال نہیں پوچھا

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین ! جب ہسپتا ل نہیں ہے تو وہ 38 ڈاکٹر صاحبان ڈاکٹر صاحب کی طرح ہیں ' وہ کیا کر رہے ہیں ؟

جناب چیئرمین ۔ وہ ان ہسپتالوں میں ہوں گے پوچھ لیتے ہیں کیوں جناب ڈاکٹر صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی ہسپتال میں نہیں ہیں

جناب چیئرمین ۔دوبارہ پوچھ لیتے ہیں کیوں جناب ڈاکٹر صاحب آپ کو پتہ ہے کہ یہ جو بلوچستان کے جو 38 لوگ ہیں یہ کہاں پر ہیں ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا! یہ مختلف ہسپتالوں میں ہیں جہاں فیڈرل گورنمنٹ کے ہسپتال ہیں

جناب چیئرمین ۔تو یا اسلام آباد میں ہو گے یا لاہور یا کراچی میں ہوں گے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ حافظ صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ ہر چیز پر چیلنج نہ کریں

حافظ حسین احمد ۔میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ 38 ڈاکٹر کس کس ہسپتال میں ہیں ؟

جناب چیئرمین ۔جی اتنی انفارمیشن نہیں کہ ہیں یا نہیں؟ ہے جی انفارمیشن کہ یہ38 ڈاکٹر کہاں کہاں پر ہیں ؟ Any idea where they are employed? ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جی ایک منٹ میں دیکھ لیتا ہوں اور حافظ صاحب کے لئے میں ان کے نام اور posting-- place ---

حافظ حسین احمد ۔نہیں جناب ہسپتال ہی نہیں ہیں جی

جناب چیئرمین ۔ نہیں جناب ہسپتال اسلام آباد میں ہے لاہور میں ہے کراچی میں ہے ۔تو یہ لوگ وہاں پر ہوں گے ناں ان ہسپتالوں میں ہو ں گے ۔جی جناب مندوخیل صاحب ؟

عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ میں یہی پوچھ رہا ہوں جناب والا! جب کہ ہیلتھ provincial subject ہے پھر آپ نے کیوں provincial subject پر پیسہ فیڈرل سے لیا ہے اور آپ نے منافع پر ہسپتال بنایا ہے فیڈرل ہسپتال آپ نے کوئٹہ میں کیوں نہیں بنایا ہے؟ جب یہ provincial subject ہے

جناب چیئرمین ۔جی جناب فرمائیے

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔جناب والا! پالیسی اور یہ چیز مہیا فیڈرل گورنمنٹ کے ملازمین کے لئے ہے یہاں confrontation ہے ان کی facilities concurrent list پر ہو گا جی اب بات یہ ہے کہ ان کو protection, medical care اور ان کی ہیلتھ کے بارے میں تمام چیزیں کرنے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ ملازمین کو سہولیات دینے کے لئے ہیں اب ایک فیڈرل گورنمنٹ ملازم کراچی میں ہے وہ اسلام آباد آئے گا یہ ہماری کوشش ہے کہ جہاں آپ فیڈرل ہسپتال جاتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ ہسپتال ہے آپ لوگ entitled ہیں آپ لیتے ہیں اس طریقہ کار سے how the Punjab Government or Baluchistan Government اور دوسرے آپ کو کیسے وہ ہر چیز مہیا کر سکیں گے جو آپ کے پریویلج ہیں ۔یہ صورت حال ہے تو اس طریقہ کار سے ----

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ میں نے قانون کے مطابق حقائق کے مطابق Constitution and Law کے مطابق

everything has been done if there is an irregularity in implementing this Constitution and legal trend, point it out.

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! یہی point out کر رہے ہیں کہ آپ نے----

(مداخلت)

جناب چیئرمین - Its a very big issue again it is a very large policy issue

کہ بھائی ہسپتال بنے ہوئے ہیں تیس سال سے کیوں بنے ہیں ؟

عبد الرحیم خان مندو خیل ۔ تو پھر جب بنائے ہیں تو کوئٹہ میں کیوں نہیں بنائے ؟

جناب چیئرمین - جی صحیح بات ہے

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ آئندہ ہم کوشش کریں گے ہم کہ تمام ادارے وہاں جو بن سکتے ہیں وہ بنائیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین - OK جی اگلا سوال جی نمبر ۸ ۔

8. ***Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Kashmir issue had been on the agenda of the General Assembly of the United Nations, if so, the period in which it remained on agenda; indicating also the reasons for excluding it from agenda; and

(b) the steps taken by the Government to include it in the agenda again?

Sardar Aseff Ahmed Ali: (a) The Kashmir issue is on the agenda of the Security Council under the item India Pakistan Question. The issue, as such, has not been on the agenda of the General Assembly as a separate agenda item although it has been raised by our delegation under relevant agenda items every

year. Pakistan reserves the right to inscribe a separate agenda item on Kashmir or agitate the issue under an existing item at the UN. The Government of Pakistan, in the national interest will determine the best possible time and the most appropriate method to raise the Kashmir issue in keeping with our principled position on the subject.

The Honourable Senator is aware that the resolutions adopted by the General Assembly are recommendatory in nature and are not binding on Member States. Whereas the resolutions adopted by the Security Council are mandatory. Member States are obliged to implement resolutions of the Security Council. Several important resolution on Kashmir have been adopted by the Security Council and are awaiting implementation. These resolutions, as I have stated earlier, are mandatory in nature and are just as relevant today as they were when they were adopted.

(b) We consider that it is more important to have the existing Security Council resolutions on Kashmir implemented as early as possible rather than have a General Assembly resolution on Kashmir which will not even be binding on India and which may or may not answer all our concerns.

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا! میں نے یہ ۸ نمبر سوال میں دریافت کیا تھا کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ میں پہلے سالوں میں اٹھایا جاتا رہا اب کیوں بند کر دیا گیا ہے اور کیوں نہیں اٹھایا جا رہا؟ اس کے جواب میں فاضل وزیر خارجہ نے یہ فرمایا۔

The Kashmir issue is on the agenda of the Security Council under item India-Pakistan question. The question as such has not been on the agenda of the General Assembly as a separate agenda item although it has been raised by our delegation under relevant agenda item every year.

یعنی ہر سال آتا رہا یہ جناب انہوں نے اس سوال کے جواب کو گول مول کیا ہے ۔ حالانکہ یہ سوال delegations اگر اٹھاتے رہے ہیں تو ایجنڈا آئٹم ہوتا رہا ہے یونائیٹڈ نیشن کی جنرل اسمبلی میں تو تب یہ آتا رہا ہے کہ میں نے بطور مندوب کے 1984 میں پاکستان کو represent کیا وہاں یہ سوال آیا وہاں اس پر ووٹنگ ہوئی ۔ اس سے پہلے 118 ووٹ ہوئے اور اس سال 119 ووٹ ملے تو یہ کہنا کہ ایجنڈے پر نہیں ہے ایجنڈے پر ہوتا رہا ہے اب یہ چھوڑا گیا ہے کیوں چھوڑا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب کون اس کا جواب دے گا۔ پروفیسر این ڈی خان صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین وزیر خارجہ موجود تھے یہاں ۔

جناب چیئرمین بہرحال جی ملک صاحب دیکھیں ناں آج وزیر آئے تھے پھر چلے جاتے ہیں یہ سارا کام ڈاکٹر شیر افگن کے ذمے کیا ہوا ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب اتنا اہم سوال ہے وزیر خارجہ ہال میں موجود تھے اور اب این ڈی خان صاحب جواب دیں گے ۔ این ڈی خان کو جناب اس کے متعلق کیا علم ہے ۔

Prof. N.D. Khan : I am prepared to reply it.

Malik Muhamamd Qasim: Let this question be deferred.

Prof. N.D. Khan: I don't mind. Otherwise, I am prepared.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Tomorrow, Sir. This is very important. It should be left for tomorrow.

Malik Muhammad Qasim: Let me make sure, Sir, let me ask, if he is available tomorrow then let it be deferred for tomorrow.

Mr. Chairman: And if he is not here tomorrow then may be the day after.

جناب چیئرمین: OK اور دوسرا یہ ہے کہ آپ دیکھیں تالپور صاحب بھی تشریف نہیں لائے ۔ ملک صاحب تالپور صاحب بھی نہیں آئے

and all the burden is on Dr. Sher Afgan who feels, he is not responsible. So, let us have some responsible Minister in the House.

(interruption)

Mr. Chairman: No. No. He has raised this question. I have given a ruling on it. Very clear ruling on this and what does responsibility mean? He again comes up to the House, insults the entire House by saying I am not responsible to you. So, let us have some responsible Minister.

Mian Raza Rabbani: Sir, I would apologise.

Mr. Chairman: I think, he has to apologise to the House.

Mian Raza Rabbani: Sir, I don't think he meant it that it is just taken like that.

Mr. Chairman: O.K. That brings us to the end of the Question Hour.

یہ کل یا پرسوں جب بھی وہ یہاں موجود ہوں جناب مولانا صاحب ۔

مولانا عبدالستار خان نیازی: جناب چیئرمین یہ تو بہت ہی آگے چلے گئے ہیں

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

یہ نہیں کہ اس کا ہم انتظار کریں ایجنڈے پر پڑا رہے ایک قرارد پاس کی جائے جس سے سیکورٹی کونسل کو condemn کیا جائے کہ تم نے عراق کو قتل کیا اور تباہ کر رہے ہو ایک resolution پر اور بھارت کے خلاف جو resolutiions ہیں ان کو تم نے باقاعدہ کھٹائی میں ڈال رکھا ہے

Those who don't fulfil their promises are rogues, those who believe;

جناب چیئرمین: شکریہ جناب جی جناب راجہ صاحب وہ وزیر صاحب آئیں گے تو یہ بات تفصیل سے ہو گی جی راجہ صاحب

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! آج سے کوئی تین دن پہلے پشاور میں ـــــ

جناب چیئرمین: اس سے پہلے میں Leave applications میرا خیال ہے پڑھ دوں

تا کہ وہ معاملہ ٹھیک ہو جائے ۔

(interruption)

Mr. Chairman: They are not being taken up tomorrow.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جناب رفیق احمد شیخ صاحب وہ ملک سے باہر تشریف لے گئے ہیں ہیں

اس لئے انہوں نے ایوان سے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ

انکی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ

26 دسمبر سے 31 دسمبر 1995 تک کے لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا

آپ انکی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناجب چیئرمین۔ جی جناب راجہ صاحب ۔جی رضا صاحب

Mian Raza Rabbani: Sir, item No. 3, I could just move that and then we could take on the point of order.

جناب چیئرمین: کیوں جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ ٹھیک ہے جی move کرلیں ۔

Mian Raza Rabbani: Thank you, Sir.

THE CRMINAL LAW (Amendment) BILL, 1995.

Sir, I beg to move that the Bill further to amend }The Pakistan Penal

Code 1860 and the Code of Criminal Procedure 1898, The Criminal Law (Amendment) Bill, 1995} as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Stands moved.

Mian Raza Rabbani: Thank you, Sir.

جناب چیئرمین جی جناب راجہ صاحب

راجہ محمد ظفرالحق : جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہا تھا کہ تین دن پہلے پشاور میں ایک بہت بڑا سانحہ رونما ہوا جس میں بڑی تعداد میں جانیں ضائع ہوئی ہیں ۔ لیکن اس کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں ۔سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اخبارات میں اس کی مختلف figures دی گئیں ۔ ایک اخبار نے 45 کی تعداد دی ' ایک اخبار نے 65 کی تعداد دی اور ہمارے سرکاری ذرائع ابلاغ نے اس کی کم سے کم تعداد ظاہر کرنے کی کوشش کی لیکن یہ خبر بیرونی دنیا کے ذرائع ابلاغ میں بھی دو ' تین دن نمبر ایک رہی اور ان کی figures حکومتی figures سے زیادہ رہیں اس لئے ایک تو شاید کوئی نظام نہیں تھا جس کے بارے میں اب سنتے ہیں کہ حکومت اس بارے میں سوچ رہی ہے کہ اس قسم کے حادثات کے بعد کوئی crisis management کا نظام ہونا چاہیئے جو اس سے پہلے نہیں بنایا گیا حالانکہ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا ۔ اس سے پہلے کراچی میں ایک ایسا حادثہ ہوا ' فیصل آباد میں ہوا' گوجرانوالہ میں ہوا' اسلام آباد میں مصری سفارتخانے میں ایسا حادثہ ہوا اور اب یہ حادثہ پشاور میں ہوا ہے لیکن ایسا ہوتا ہے کہ حکومت کی مشینری اس بات کے لئے تیار نہیں تھی کہ اگر اس قسم کا کوئی حادثہ ہو جائے تو اس صورتحال سے کیسے نمٹا جائے اور ہم نے یہ بھی پڑھا کہ نہ صرف وہاں total chaos تھا بلکہ اخبارات میں تو یہاں تک آیا ہے کہ فوج کے لوگوں نے بھی اپنے طور پر وہاں جا کر relief کی کارروائیوں میں حصہ لیا ہے ۔ اور اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ اسلام آباد کے واقعہ کے بارے میں بھی اور پشاور کے واقعہ کے بارے میں بھی ' دونوں واقعات کے بارے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ دونوں security lapse تھے ' دونوں کے بارے میں اطلاعات شاید پہلے سے موجود تھیں اور اسلام آباد کے bomb blast سے بارہ دن قبل مصر کے سفیر نے وزارت داخلہ کو خط لکھا کہ ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ

یہاں کوئی ایسی صورت پیدا ہو سکتی ہے اور ہم نے یہ بھی سنا کہ وہ خط پھر بذریعہ ڈاک اسلام آباد کی انتظامیہ کو پہنچایا گیا ، پولیس کے محکمے کو پہنچایا گیا اور پھر یہ بھی ہوا کہ بارہ دن کے بعد وہاں سانحہ ہو جاتا ہے اور اس خط پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔

اسی طریقے سے پشاور کے معاملے کے بارے میں بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بھی ایک security lapse ہے جس میں انتظامیہ کو پہلے خبردار کیا گیا تھا لیکن انہوں نے صحیح طریقے سے اس کا تدارک کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ یہ ساری باتیں ایک چیز کی غمازی کرتی ہیں کہ ہمارا collective security کا نظام تقریباً" ختم ہو چکا ہے اور یہ واقعات ایسے ہیں کہ اگر ایک واقعہ بھی کہیں ہوا ہوتا تو حکومتی مشینری اپنے سسٹم کو improve کر لیتی اور یہ معاملہ ایسے لوگوں کے سپرد کر دیا جاتا جو خاص طور پر اس معاملے کے source کو تلاش کرتے یعنی آج تک جتنا confusion اس بارے میں حکومت کے ذہن میں پایا جاتا ہے اور جس طریقے سے اس کو handle کیا گیا ہے وہ اتنا naive ہے وہ اتنا نالائقی کا ثبوت ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی چھوٹے سے چھوٹے ملک میں بھی ' totally disorganized ملک میں بھی اس قسم کی کارروائی نہیں ہو سکتی جتنی کارروائی پاکستان میں ان حادثات کے اوپر ہوئی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ معاملہ پڑوسی ملک ہندوستان کی "را" کا ہے کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ بہت سارے وہ لوگ جو افغانستان جہاد کے اندر آئے ہوئے تھے ان پر ہاتھ ڈالنے کی وجہ سے ' ردعمل کے طور پر یہ حادثہ ہوا ہے۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ افغانستان کی حکومت کے ساتھ تعلقات ٹھیک نہیں ہیں اس کی وجہ سے ہو سکتا ہے ' کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی ایسا داخلی معاملہ ہے جس کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے اور اس سارے طویل عرصے میں حکومت کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکی جو انتہائی تکلیف دہ معاملہ ہے۔ ایسے سمجھ میں آتا ہے کہ حکومت کے سوچ کے ذرائع وہ ایجنسی جن کو ایک foward looking ایک futuristic مستقبل کے لئے کوئی planning بنانی چاہیئے وہ عمل قطعاً نہیں ہو رہا ہے جس کی وجہ سے جب یہ حادثات ہو جاتے ہیں تو ان کا علاج صرف یہی کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی مخبری کرے تو پھر ہم اس کو اتنے پیسے دیں گے۔ کراچی میں بھی آئے دن یہ معاملے ہوتے رہتے ہیں لیکن زیادہ توجہ اس وقت دی گئی جب کہ امریکہ کے کچھ لوگ یہاں کراچی

میں قتل کئے گئے لیکن یہی کہا گیا کہ ہمیں پتہ لگ گیا ہے کون ہیں اور بہت جلد ان کو کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے گا پھر امریکہ سے بھی ٹیم منگوائی گئی پھر یہ کہا گیا کہ اب کوئی اگر ہمیں یہ اطلاع دے تو ہم اس کو اتنے پیسے دیں گے اتنا انعام دیں گے مطلب یہ ہے کہ وہاں جا کر جیسے بند گلی میں معاملہ چلا گیا آگے کسی کو کچھ پتہ نہیں لگا اور وہ معاملہ پھر ختم ہو گیا حالانکہ وہاں واقعات ایک طویل عرصے سے ہو رہے ہیں لیکن source تک پہنچنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی - یہی کیفیت پھر پنجاب کے تین چار شہروں میں ہوئی بسوں میں ہوئی سینما میں ہوئی لیکن اس کا کوئی تدارک نہیں کیا گیا یہی کہا گیا کہ ہم چند دنوں کے اندر ہی مجرموں تک پہنچنے والے ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اس کے بعد معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

پشاور والے معاملے کے بعد تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے تو یہ کہا گیا کہ مصر کے حادثے کی طرح کہ گاڑی کے نمبر پتہ لگ گئے ہیں chasis نمبر پتہ لگ گئے ہیں اور اب اصل مجرموں تک پہنچنا کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن دو چار دن گزرنے کے بعد وہ معاملہ وہیں ختم ہو گیا اور آگے نہیں چلا کوئی تفتیش آگے نہیں بڑھی کسی کو کچھ نہیں بتایا گیا کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا صرف اس کا ایک by-product یہ ہوا کہ اسلامی یونیورسٹی کے بارے میں ایک بیان دے دیا گیا کہ یہ تخریب کاروں کا گڑھ بن چکی ہے اور وہ بھی میں سمجھتا ہوں اتنا بلا سوچے سمجھے بغیر جواز کے یہ بیان دیا گیا کہ جس کا نقصان اس یونیورسٹی کی prestige کو تو ہوا لیکن حکومت کے پاس کوئی ایسے ذرائع نہیں تھے کہ وہ اپنے اتنے بڑے ایک جو دنیا بھر میں مشہور ادارہ ہے اس کے بارے میں بلکہ irresponsible قسم کی statement دینے کے بعد اس کو back up کرنے کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں تھا - اور یہی کیفیت پشاور کے بارے میں کہی گئی کہ کار کا نمبر مل گیا ہے chasis number مل گئی ہے جس نے خریدی ہے اس کا پتہ لگ گیا ہے اب یہ معاملہ بالکل حل ہونے کو ہے اور پھر انعام 50 لاکھ سے بڑھا کر ایک کروڑ روپیہ کر دیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ آگے کیا کرنا چاہیئے یا کیا ہو گا اس وجہ سے جہاں انسانی جانیں ضائع ہوئی ہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بھی ہر ایک شہری کو اب خدشہ لاحق ہے کہ یہاں کوئی نظام قائم نہیں کر رہا جو قوم کی basic requirement ہر شہری کی عزت کو، اس کی جان کو، اس کے مال کو تحفظ دینا یہ حکومت کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے لیکن اس بارے میں حکومت کے پاس قطعاً کوئی پروگرام نہیں ہے اس کی کوئی سوچ معلوم نہیں ہوتی اور

اس کے پاس کوئی ایسے وسائل نہیں ہیں جس سے وہ کسی نتیجے پر پہنچ سکے ۔ایسے دعوے تو یہ کرتے رہتے ہیں دائیں بائیں اس کے ان کی اپنی credibility injure ہوئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں جو اصل مجرم ہوں گے ان کو بھی یہ خیال پیدا ہو گا کہ اس سے زیادہ آسان کوئی میدان ایسا نہیں جہاں تخریبی کارروائیاں کی جا سکیں اور آج آ کر صرف اگر کوئی کارروائی کی جاتی ہے تو وہ سیاسی مخالفین کے خلاف کی جاتی ہے اور اسی سے ملتا جلتا معاملہ جس کا اب تین چار دن سے ایک اور پہلو بھی نکلنا شروع ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ چار دن پہلے ہندوستان میں یہ خبر اٹھی کہ ایک جہاز کراچی سے اٹھا اور بنگال میں ایک جگہ جا کر اس نے انن مرگ کے کوئی لوگ تھے وہ banned ہیں، ان کے لئے اسلحہ گرایا اور پھر وہ جہاز جب ہندوستان سے دوبارہ cross کرنے لگا تو انہوں نے اس کو نیچے اتار لیا اور اس میں سے جو چھ سات آدمی گرفتار کئے ہیں ان میں سے ایک بھاگ گیا ہے اور ان لوگوں کے اوپر فرد جرم عائد ہو گئی ہے اب ان کی efficiency دیکھیں کہ ذرا سی بات ہوئی ہے وہ لوگ بھی پکڑے گئے ہیں وہ جہاز بھی پکڑا گیا ہے اور پھر ان کے اوپر باقاعدہ فرد جرم بھی عائد ہو گئی ہے اور دنیا کی بہت بڑی خبر یہ بنی ہے لیکن اس میں ہمیں دکھ یہ ہے کہ وہ جہاز کراچی سے اڑا ہے اور واپس کراچی ہی کی طرف آ رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کراچی کے airport کو یا تو اسلحہ کے انٹرنیشنل سمگلر استعمال کر رہے ہیں یا کوئی mercenaries استعمال کر رہے ہیں اور جن لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب یہ جہاز آئیں تو وہ اپنا cargo بتاتے ہیں کہ ان کے پاس کیا ہے ۔ یہ کون لوگ ہیں اور کیا کرنے جا رہے ہیں۔ یہ security کا procedure ہے اور ہر ایک airport پر لازمی ہوتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ ان کو bribe کرتے ہیں یا خود پاکستان کے اندر کوئی ایسا طاقتور انسان ہے جو انٹر نیشنل اسلحے کی سمگلنگ کے اندر involve ہے کیونکہ یہ تو عام طور پر سب کو معلوم ہے کہ اس کے اندر بہت پیسہ ہے تو اس لحاظ سے ایک واقعہ وہ ہوا ہے ۔

کل دوبارہ ایک اور خبر آئی ہے کہ ایک جہاز کراچی سے اڑ کر کھٹمنڈو جا رہا تھا وہ انہوں نے دہلی میں اتار لیا ہے اور اس کے اندر بھی کچھ اسی قسم کا مال برآمد ہوا ہے ' اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی افسوسناک معاملہ ہے یعنی ہماری agencies ماسوائے مخالفین کے پیچھے لگنے کے اور جو ان کا اصل کام شہریوں کو تحفظ فراہم کرنا وہ نہیں کر رہی ہیں۔ جن لوگوں کے سپرد یہ کام تھا ان کی حالت دیکھیں کہ کل ہی ہم نے "News" اخبار میں پڑھا کہ راولپنڈی

میں ایک ڈاکہ پڑتا ہے اور اس میں وہ 32 یا 35 ہزار روپیہ لوٹ لیتے ہیں اور ڈاکو ایک ٹیکسی میں فرار ہوتے ہیں پھر کوئی اس ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لیتا ہے اس کے بعد ٹیکسی ڈرائیور پکڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعے سے تین اور آدمی پکڑے جاتے ہیں جو اصل ڈاکو ہیں ۔ جب شناخت ہوتی ہے تو جناب والا ! وہ تین آدمی اسلام آباد پولیس کےہوتے ہیں جو ڈاکو ہیں ۔ جناب والا! جن لوگوں کے ذمے یہ کام ہے کہ وہ شہریوں کو سہولت بہم پہنچائیں ، ان کی حفاظت کریں وہ خود ڈاکے مارنے میں لگے ہوئے ہیں ۔

اس لحاظ سے یہ سارا نظام دولت سمیٹنے یعنی ناجائز ذرائع سے دولت پیدا کرنے میں لگا ہوا ہے ۔ اس میں پاکستان کی بڑی بدنامی ہو رہی ہے اور یہ سلسلہ خدا معلوم کب ختم ہو گا اور کب حکومت کو ہوش آئے گی کہ اس معاملے میں اس کی ذمہ داری کیا ہے ۔ یہ ذمہ داری اس طرح پوری نہیں ہوسکتی کہ جن لوگوں کے نوجوان مر جائیں ، خواتین مر جائیں ان کو ایک ایک لاکھ کے لفافے پکڑا دیں ۔ جن کی ٹانگیں اڑ جائیں ، جس کا کوئی پرسان حال نہ رہے آپ ان کو کہیں یہ پچاس ہزار روپیہ لے لو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

یہ terrorism دنیا میں مختلف جگہوں پر ہوتا ہے لیکن اس کے تدارک کے لئے حکومتیں planning کرتی ہیں اور مختلف ذرائع اختیار کرتی ہیں اس میں اگر ایک جگہ ناکامی ہوتی ہے تو دوسری جگہ، کم از کم اس میں، کوئی کامیابی ہو جاتی ہے اور معاملہ آگے چلتا ہے لیکن یہاں کچھ بھی ایسے نہیں ہوتا اور اسے ایک routine سمجھ لیا گیا ہے we have started mentally accepting it اور پھر پہلے دن سے ہی جیسے یہ پشاور کا واقعہ ہوا اس میں مختلف لوگوں کو accuse کیا گیا اور ایک انگلی افغانستان کی طرف اٹھائی گئی اور پھر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ایک Senior Parliamentarian نے ، ایک senior سیاستدان نے یہ بھی بیان دے دیا کہ افغانستان کو سبق سکھانے کے لئے وہاں فوجی کاروائی کی جائے اور ان کے اڈے تباہ کر دیئے جائیں اب اگر ہماری یہ حالت ہو گئی ہے اور ہمارے اعصاب جواب دے گئے ہیں، ہم بغیر کسی تفتیش اور نتیجے پر پہنچنے کے، خواہ مخواہ لوگوں کے گلے پڑنا شروع ہو گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت افسوسناک بات ہے اور افغانستان کے بارے میں اس قسم کا بیان دینے کے بعد ردعمل کیا ہوا کہ ہم نے اخبارات میں یہ بھی پڑھا کہ افغانستان کی حکومت نے ہماری جو flights ازبکستان جاتی تھیں یا central Asia جاتی تھیں وہ اپنے اوپر سے گزرنے سے بند کر

دی ہیں اور یہ اس کا natural نتیجہ ہے ۔ اگر انہیں یہ خیال آ جائے کہ پاکستان کے خلاف اتنا ماحول خراب ہو گیا ہے کہ ذرا سی یہاں بات ہو تو اس کو وہاں کر دو، اس کے سفارتکار کو باہر بھیج دو، حالانکہ میرا اپنا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ ابھی جو گئی میں 23rd Foreign Ministers Conference of Islamic Countries ہوئی وہاں افغانستان کے وزیر خارجہ نے ایک تفصیلی بیان دیا لیکن اس کے دو پہلو بڑے عجیب ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے کشمیر کے مسئلے کے اوپر پاکستان کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ کشمیریوں کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ انسانی حقوق کے حوالے سے اور کشمیریوں کے حقوق کے حوالے سے، ان کی آزادی کے حوالے سے، ان کی تحریک کے حوالے سے ہندوستان کی بڑی شدید الفاظ میں مزمت کی اور یہ بڑی خوش آئند بات تھی اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہمیں جو تکلیفیں ہیں اور ملک کے اندر جو حالات ہیں وہ بغیر نام لئے انہوں نے کہا کہ ہمارے بارڈرز کے باہر سے کچھ ایسے واقعات ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے افغانستان کے اندر افرا تفری ہے، ہمیں تکلیف ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں جس کو آپ کہتے ہیں جی کہ وہ آپس میں لڑ رہے ہیں اور set asided war ہے، اس کے نمائندے کو وہاں کے سیاستدانوں کو تو اتنا لحاظ ہے کہ وہ پاکستان کا نام بھی نہیں لیتے ۔ انہیں یہ پتہ ہے کہ طالبان کا سلسلہ کیا ہے اور کون کیا کر رہا ہے، لیکن وہ نام نہیں لیتے اور کشمیر کے اوپر حمایت کرتے ہیں۔ اتنا حوصلہ پھر بھی ان میں موجود ہے۔ لیکن آپ ایک ایسا عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں جس سے پہلے سے کشیدہ ماحول مزید خراب ہو۔

ہمیں یہ بھی علم ہے کہ ہمارے ایک صاحب احمد شاہ مسعود سے ملنے کے لئے گئے اور اس نے کہا اگر آپ مجھ سے یہ پوچھنے کے لئے آئے ہیں کہ ہم پاکستان کے علاوہ کسی اور ملک سے تعلقات بڑھا رہے ہیں تو یہ بات درست ہے ' میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اب آپ کیوں لوگوں کو push کر رہے ہیں کہ وہ اس حد تک جائیں کہ اگر UNO کی کوئی میٹنگ ہوتی ہے، کسی اور فورم کی انٹرنیشنل میٹنگ ہوتی ہے تو وہ آپ کے سامنے سیدھے کھڑے ہوجائیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ ہماری کیا policies ہیں جن کی وجہ سے وہ افغانستان کے لوگ جو ہماری مدد کی وجہ سے ' ان کو امداد دینے کی وجہ سے، ان کو پناہ دینے کی وجہ سے ' ایک صحیح پالیسی اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا بھر میں بھی پاکستان کا نام اونچا ہوا اور خود افغانستان کا بچہ بچہ آپ کا مشکور تھا۔ لیکن آپ نے ایک ایسا رویہ

اختیار کر لیا ہے کہ ذرا سی بات ہو تو آپ ان کے گلے پڑتے ہیں حالانکہ وہ 14لاکھ یہاں موجود ہیں اگر ایسی کوئی صورتحال آپ اپنی نالائقی اور نا اہلی کی وجہ سے پیدا کرنا چاہیں تو پاکستان کے لئے اس سے بڑی مصیبت اور کوئی نہیں ہوگی۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ کوئی معمولی نہیں ہے۔ اصل source کی طرف جانا چاہیئے کہ یہ تشدد اور تخریب کاری جو ملک کے اندر پھیلتی جا رہی ہے اس کا اصل ماخذ کیا ہے، یہ کہاں سے آیا ہے اس کو کیسے روکا جائے، اس کے لئے کوئی منصوبہ بندی کریں بجائے اس کے کہ جب کوئی واقعہ ہو جائے تو آپ کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف accuse کرکے ماحول کو مزید خراب کریں اور پھر اس کا تدارک بھی آپ نہ کر سکیں ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کی اتنی بڑی failure ہے اس سارے issue کے اندر، اس سارے معاملے کے اندر کہ جس پر ما سوائے افسوس کے اور کوئی صورت نہیں ہے۔ ان کو آج تک اس بات کا احساس نہیں ہوسکا کہ ان کی بنیادی ذمہ داری کیا ہے اور اسے کیسے پورا کرنا چاہیئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سے توقع بھی کرنا عبث ہے کہ وہ اپنی کوئی پالیسی بدلیں گے کیونکہ ان کے مزاج میں یہ نہیں ہے کہ کسی کی بھی کہی ہوئی بات کو وہ ٹھنڈے دل سے غور کرکے اپنی کوئی پالیسی improve کرسکیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ جناب مولانا صاحب۔ لاءمنسٹر صاحب ! آپ کی جانب سے کون بولے گا، آپ بولیں گے یا-------

Mian Raza Rabbani: Sir, the formal reply, as I said earlier, would be given tomorrow by the Interior Minister. But I think on a point of order I would like to speak and I think Barrister Masud Kauser would also like to speak.

مولانا عبدالستار خان نیازی : راجہ صاحب نے جن دلائل کا باقاعدہ نقطہ نظر پیش کیا ہے وہ نہایت ہی کامیاب ہے ۔ لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صورتحال ایسی بن گئی ہے جیسے یہ قوم یتیم ہے۔ صورتحال ایسی بن گئی ہے کہ اس ملک کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ صورتحال ایسی بن گئی ہے کہ کسی شخص کی جان مال عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بتایا کہ وہ پولیس کے آفیسر تھے، ایک عرب شاعر کہتا ہے،

(عربی میں شعر)

ترجمہ۔ بکریوں کو چرواہے بھیڑیوں سے بچاتے ہیں، لیکن یہ کیا کیا جائے جب چرواہے خود بھیڑیے بن جائیں۔

اس وقت صورتحال ایسی بن گئی ہے، گویا حکومت کا شعور ، حکومت کا نقطہ نظر اور اس کا ذہن بالکل ماؤف ہوچکا ہے۔ سر پرمصیبت آتی ہے تب ان کو ہوش آتا ہے۔ ہوش آنے کے بعد بھی یہ نہیں دیکھتے ۔ فرمایا کہ چٹھی آچکی تھی۔ چٹھی نہ بھی آتی، جو کچھ اسلام آباد میں مصری سفارتخانے کے ساتھ ہوا اور اس کی ذمہ داری وہاں پر مصر کے اندر جن کو یہ fundamentalists کہتے ہیں اور جن کو حسنی مبارک کچل رہا ہے ان لوگوں نے لی ہے۔ پھر یہاں پر بھی یہ دیکھتے ہوئے اس سے وہ لوگ اتنے ناراض اور خفا ہیں۔ ہم یہاں کے مصریوں کو امریکہ کے سپرد کر رہے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو بجائے اس کے کہ آپ خود سزا دیں ہماری حکومت امریکہ کے سپرد کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے کہ جن لوگوں نے وہاں پر گڑ بڑ کی ہے انہوں نے یہاں پر بھی گڑ بڑ کی ہو۔ ان حالات میں جب کہ کسی کی جان، مال، عزت اور آبرو محفوظ نہیں ہے، جبکہ بچہ گھر سے جاتا ہے پتہ نہیں زندہ واپس آئے گا کہ نہیں۔ کراچی مقتل بن چکا ہے۔ شہروں کے اندر ڈاکے پڑ رہے ہیں اور کسی کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

"مومن کی فراست سے ڈرو یہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" لیکن یہاں دیکھ رہے ہیں ان کو سوجھ بوجھ نہیں ہے اور پھر اس کے بعد بھی قوم سے چمٹے ہوئے ہیں۔

عجب آ نیست کہ اعجاز مسیحا داری

عجب ای نست کہ بیمار تو بیمار تر است

یہ مصیبت دن بدن قوم کے نزدیک ہو رہی ہے۔ یہ ان کا پروگرام ہے کہ لیڈروں کو قتل کریں گے۔ کسی کی جان ، عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے۔ ان حالات میں حکومت نے بجائے اس کے۔ -- یہ بھی بات آئی کہ جو اس attitude ہمارے ساتھ انڈیا کا ہے، مسلمانوں کو زندہ جلا رہے ہیں اجتماعی آبرو ریزی ہو رہی ہے، گھروں کو جلایا جا رہا ہے اور کشمیری مسلمانوں کے لئے قیامت قائم ہو چکی ہے۔ ان حالات میں میں نے بیان دیا تھا کہ تم مٹی کھا لیتے ان سے آکو برآمد نہ کرتے۔ اس لئے اب ان کو کہا کہ یہ ہمارے لئے قابل تعریف حکومت ہے۔ بے شک فوائد آپ

کو جو کچھ بھی ہوں دنیاوی فوائد جو ہیں ان کے مقابلے میں

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت سے مسلماں کا خسارہ

غیرت اور عزت کو چھوڑ کر بھارت کے ساتھ تعلقات قائم کر رہے ہیں۔ تجارت اور کس قسم کی یہ ذلت اور رسوائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امن جو ہے قوم کی پہلی ذمہ داری ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے۔

رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

"عدی حاتم طائی کے بیٹے کو کہا کہ عدی تم جلدی کرتے ہو وہ وقت بھی تم دیکھو گے یمن سے خاتون زیوروں سے لدی ہوئی دمشق کا اکیلے سفر کرے گی اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہو گا"۔ عدی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک اونٹ پر کوئی سوار ہے اس کو ساربان اکیلا لے جا رہا ہے میں آ گیا میں نے کہا کون ہے یہ۔ تو اس مائی نے کہا تم کون ہو پوچھنے والے۔ اس نے کہا بی بی نبی پاک صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشن گوئی میں نے دیکھی ہے۔ اس نے کہا میں یمن سے دمشق جا رہی ہوں سوا اللہ کے مجھے کسی کا خوف نہیں ہے۔

بجائے اس کے کہ راجہ صاحب نے حکومت کو توجہ دلائی حکومت کو یہ کہا کہ سوچو سمجھو۔

میں تو یہ کہتا ہوں

آدمیاں گم شدن ملک خدا سر گرے

ان لوگوں کی وجہ سے جو قوم کی ذلت آ رہی ہے۔ خدا ان سے ہمیں نجات دے۔ بجائے اس کے کہ یہ خود چلے جائیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے نجات دے۔

جناب چیئرمین۔ قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! پشاور کا حادثہ بہت ہی الم ناک حادثہ ہے اور جو انسانی جانیں وہاں پہ ضائع ہو گئی ہیں اور جو وہاں پر مناظر لوگوں نے دیکھے ہیں کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ ایسی ایک خاتون جو زخمی تھی، جس کے ہاتھ میں تین سال کا بچہ تھا، اس کو جب کہا گیا کہ ہسپتال لے جائیں، بی بی آپ کو ہسپتال لے جائیں۔ اس نے کہا میرا خاوند کہاں ہے، مجھے اپنے خاوند سے ملاؤ اور اس کا خاوند اس blast میں بالکل ہی غائب ہو چکا تھا۔ پرزے پرزے ہو چکا تھا۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں، کھلونوں کی دکان تھی اور چھوٹی چھوٹی بچیاں

جن کی جگہ مجھے ایک آدمی نے کہا کہ صرف راکھ ہے وہاں پر اور کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ اس نے کہا میں یہاں لاشوں میں پھر رہا تھا ایک چھوٹی بچی چار پانچ سال کی جس کا نیچے سارا دھڑ تو ختم ہو چکا تھا سر اس کا بچ گیا تھا اور اس نے پیچھے بالوں میں پونی بنائی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ کوئی آنکھ ایسی نہیں تھی کہ نم ناک نہ ہو گئی ہو۔ کوئی دل ایسا نہیں تھا زخمی نہ ہو گیا ہو۔ چاروں طرف بالکل ایک قیامت برپا تھی۔ جناب چیئرمین، اس طرح کے واقعات روز ہوتے ہیں اور اس طرح کے واقعات کے بعد حکومت کسی نتیجے پر نہیں پہنچی اور اس کو کنٹرول کرنے کی بھی پوزیشن میں نہیں ہے۔ سراسیمگی کی کیفیت میں ہے اور ایسے کام کر رہی ہے جس کے نتیجے میں قومی مصلحتوں کو اور قومی مفادات کو مزید نقصان پہنچتا ہے۔ ہماری جو اس وقت حالت ہے اس طرح ہے جیسے کہ ملک میں سرے سے کوئی حکومت نہ ہو۔ اپنے اصل دشمن کو پہچاننا یہ بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ اصل دشمن کو پہچانا جائے کہ وہ کون ہے اور جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں اصل دشمن کے ساتھ اس کا جو رابطہ ہے اس کو جوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دشمن یہ چاہتا ہے کہ ہمیں الگ تھلگ کر دے۔ دشمن یہ چاہتا ہے ہمیں اپنے دوستوں سے محروم کر دے۔ دشمن یہ چاہتا ہے ہمارے کسی بھی بارڈر پر کہیں بھی ہمارا کوئی بھی دوست باقی نہ رہے اور ہم اس کے اس جال میں مکمل طور پر پھنس چکے ہیں۔

آپ دیکھیئے چین کے ساتھ جو گرمجوشی تھی، جو ان کے ساتھ مخلصانہ تعلق تھا وہ باقی نہیں رہا۔ ایران کے ساتھ ہم تقریباً proxy war میں مصروف ہیں اور اس وقت involve ہو گئے ہیں۔ افغانستان کے ساتھ 14 سال کے دوران ہم یک جان دو قالب ہو گئے تھے تیس چالیس لاکھ تو وہ یہاں ہمارے ملک کے اندر تھے۔ اور اس کے نتیجے میں ہر افغان گھرانے کا کوئی نہ کوئی فرد یہاں تھا، رشتے لوگوں کے قائم ہو چکے ہیں۔ دونوں قوموں میں کوئی فرق باقی نہیں رہا لیکن ایک سازش کے ساتھ اس کو اب دوبارہ دشمنی میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور وہی کیفیت ہے کہ وہ اب بھارت کے دوست اور پاکستان کے مخالف بن رہے ہیں، ہم خود دشمن کا آلہ کار بن رہے ہیں۔ ایران بھی مخالف، افغانستان بھی مخالف، چین کے ساتھ بھی وہ گرمجوشی باقی نہیں رہی۔ کون ہے ہمارے بارڈر پر جو ہمارا دوست ہے۔ بھارت تو ہمارا پہلے ہی دشمن ہے، کئی بار حملہ کر چکا ہے اور اس وقت کشمیر اس کی گرفت میں ہے۔ جناب چیئرمین! بجائے اس کے کہ اصل جو دشمن ہے اس کو پہچانا جائے، اس کی بجائے وہ کارروائی کرتا ہے اور یہاں پر ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جیسے

کسی کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آتا ہو۔ مصری سفارت خانے کا بلاسٹ ہوا اس کے نتیجے میں ہم نے کیا کیا؟ اسلامی یونیورسٹی terrorism کا گڑھ ہے۔ اس کے نتیجے میں کیا ہوا علماء کو گرفتار کرو اور امریکی ایف بی آئی کے لوگوں کو لاؤ۔ کراچی میں دو امریکی قتل ہوئے ایف بی آئی والوں نے یہاں پر اپنا دفتر قائم کیا۔ مصر کے سفارت خانے میں بلاسٹ ہوا ایف بی آئی والوں کی ٹیم آ گئی اور یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ امریکہ کا جو intelligence نظام ہے ' جو خود انہوں نے اپنی کتابیں لکھی ہیں' سی آئی اے نے اور امریکی intelligence والوں نے جو stories لکھی ہیں تو وہ لوگ جو ان پر نظر رکھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ ان سے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ اس طرح کی کارروائیاں کر کے ایک ملک کے اندر مزید اپنی مداخلت بڑھانے کا راستہ بنا رہے ہوں۔ جو ریاض میں بلاسٹ ہوا ہے اس کے بارے میں لوگوں کا یہی خیال ہے کہ سعودی عرب کو مزید اپنی گرفت میں لینے کے لیے انہوں نے کیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی پاکستان میں مصری سفارت خانے کے بعد مزید American intervention اور مداخلت بڑھ گئی ہے۔ جناب چیئرمین! اس طریقے سے ہم اپنے دوستوں سے بھی محروم ہو رہے ہیں اور ملک کے اندر افراتفری بھی بڑھ رہی ہے اور آج تک حکومت نے' راجہ ظفرالحق صاحب نے بالکل صحیح فرمایا' حکومت نے اپنی کوئی لائن متعین نہیں کی کہ ہمارا اصل دشمن کون ہے۔ کون ان تمام کارروائیوں میں ملوث ہے۔ کن کن کے ذریعے سے ہو رہا ہے۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ لوگ پکڑے گئے ۔ کراچی کی ایک مسجد میں جو نمازیوں کے خلاف واقعہ ہوا' لوگ کہتے ہیں جی پکڑے گئے' ان میں سے قتل بھی ہو گئے' پکڑے گئے۔ لوگوں کے سامنے اور قوم کے سامنے کچھ نہیں آتا پھر کیا ہوا اس کا؟ جب لوگ پکڑے جاتے ہیں تعین کیوں نہیں ہوتا۔ کون لوگ تھے کس کے ساتھ ان کا connection تھا ' کن intentions کے ساتھ انہوں نے یہ کیا ہے اس کے مقاصد کیا تھے اور ان مقاصد پہ غور کرکے اپنے اصل دشمن کو پہچان کر اس کا تدارک کیا جائے ۔ جناب چیئرمین! اسی وجہ سے جو لوگوں کے اندر بیزاری ہے اور لوگوں کی جان و مال عزت وآبرو محفوظ نہیں ہے ' بہت مہنگائی ہے ' Protection ختم ہوگئی ہے۔ اور کارخانے بند ہوگئے ہیں ' تو لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ملی یکجہتی کونسل کی اپیل پر ۳۰ دسمبر کو اس حکومت سے اپنی بیزاری کا اعلان کریں گے اور پہیہ جام ہڑتال ہوگی۔ اور یہاں پہ سینیٹ میں اور پارلیمنٹ میں تو کوئی سننے والا نہیں ہے ۔ یہاں کی بحث و مباحثہ تو اب بیکار ہوگئی ہے۔ اب اس کا فیصلہ لوگ سڑکوں پر اور Streets میں

کریں گے جناب چیئرمین'

جناب چیئرمین۔ مسعود کوثر صاحب!

سید مسعود کوثر:۔ جناب چیئرمین ! آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے آج اس انتہائی اہم موضوع پر مجھے بولنے کی اجازت دی ہے ۔ مجھ سے پہلے معزز اراکین نے اس انتہائی المناک واقع پہ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ جناب چیئرمین ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ واقعہ پشاور صدر کے ایک انتہائی مصروف ترین علاقہ میں ایک سٹور کے سامنے رونما ہوا اور وہ سٹور کھلونوں کا سٹور نہیں تھا بلکہ یہ ایک ایسا سٹور تھا جس میں کہ بچوں کے کپڑے ان کے سکول کے یونیفارم اور کچھ سامان خواتین کے لئے وہاں پہ فروخت ہوتا تھا اور یہ ایک دہشت گردی کا واقعہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ ایسے مواقع پر جبکہ انتہائی بزدلانہ طور پر' انتہائی سفاکانہ طور پر' دشمن ایک ایسے علاقے پہ وار کرے جہاں پہ ان کا ہدف معصوم بچے ہوں۔ خواتین ہوں' بے گناہ لوگ ہوں' تو میں یہ سمجھتا تھا کہ ہر پاکستانی کا بنیادی رد عمل دہشت گردی اور اس قسم کے واقعات کی مذمت کرنا ہے۔ جناب والا ! پچھلے کتنے ہی عرصہ سے جبکہ پاکستان کے عوام نے اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ اپنے مذہبی' اپنے نظریاتی' اپنے تاریخی اپنے کلچرل حوالوں سے مدد کی ہے اور ہمیں اس پہ فخر ہے اور آج بھی بہت بڑی تعداد افغانیوں کی پشاور میں موجود ہے ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنی بہت بڑی تعداد میں شاید ہی کچھ ایسے لوگ ہوں جو کہ جمعرات کی شام کو' جمعہ کے آنے والے دن' ایک مسلمان کی حیثیت سے اس قسم کے واقعات میں ملوث ہیں ۔ جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ Law and Order کا مسئلہ بنیادی طور پر ایک صوبائی مسئلہ ہے ۔ اور پچھلے کئی سالوں سے اس حکومت کے آنے سے پہلے بھی پشاور میں صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں بہت سے دہشت گردی کے واقعات ہوئے تھے۔ اگرچہ صوبہ سرحد میں جب سے یہ صوبائی حکومت قائم ہوئی ہے بہت ہی کم دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی انتظامیہ اور پولیس کی فرض شناسی کی ایک مثال ہے کہ اس واقعہ میں پولیس کے چند ایک اہلکار بھی اس حادثے کا شکار ہوئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس علاقے میں جانے کا اتفاق ہوا ہو کسی گاڑی کو بھی وہاں ایک دو منٹ کھڑا ہونے کی اجازت نہیں ہوتی کیونکہ وہاں پر ٹریفک پولیس کی بہت گشت ہوتی ہے اور یہ شخص جس کی بھی گاڑی تھی لگتا ہے کہ اسے جب رکنے کا

کوئی موقع نہ ملا تو وہ گاڑی چھوڑ کر چلا گیا اور اسی دوران جب پولیس پہنچی، تو بدقسمتی سے یہ واقع رونما ہوا ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم ان پولیس افسران یا اہلکاران کو داد شجاعت دیتے ہیں اگرچہ وہ اس واقع کو روک تو نہیں سکے پھر بھی انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عظیم قربانیاں دی ہیں مجھے امید تھی کہ ہمارے وہ ساتھی آج بجائے اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتے ۔ آج پاکستان کے دشمنوں کو یہ بتاتے کہ جب بھی کوئی قومی سانحہ ہوتا ہے تو اس میں تمام قوم ایک ہو جاتی ہے ۔ اس میں پھر حکومت اور اپوزیشن کا کوئی سوال نہیں رہتا۔

لیکن جناب چیئرمین! ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ جو لوگ ان حادثات پر حکومت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں ان میں کبھی یہ جرات نہ ہوئی کہ وہ پاکستان کے کسی بھی حصے میں جہاں دہشت گردی ہو اس کی مذمت کریں۔ جناب چیئرمین! اگر کراچی کی دہشت گردی میں یہ لوگ ان دہشت گردوں کی مذمت کرتے اور اگر وہ پاکستان کے دشمنوں کی نشاندہی کرتے تو کیا ان دوسرے عناصر کو جو پورے پاکستان میں اسی قسم کی کیفیت دیکھنا چاہتے ہیں ان کو یہ جرات ہوتی کہ وہ پاکستان کے دوسرے حصوں میں اس قسم کی تخریب کاری کرتے ۔ یہ بدقسمتی ہے۔ جناب والا! انہوں نے تو بہت سے فارسی کے شعر پڑھے ، کچھ عربی کے بھی پڑھے لیکن میں ان کو یہ کہوں گا کہ :

جو زہر پی لیا ہے تمہی نے دیا مجھے
اب تم تو زندگی کی دعائیں مجھے نہ دو

جناب والا! یہ دہشت گردی کے واقعات ، یہ بم کے دھماکے ، کیا یہ پاکستان کی موجودہ حکومت کی پیداوار ہیں۔ کیا یہ دھماکے ہم کو وراثت میں نہیں ملے، کیا یہ کوئی پہلا واقعہ ہوا ہے کہ ایسا کوئی بم کا دھماکہ ہوا ہے ۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت چاہے وہ صوبہ سرحد کی صوبائی حکومت ہے یا مرکزی حکومت ہے وہ بہت حد تک کامیاب ہوئی ہے ۔ جناب والا! جب واقعات ہو جاتے ہیں تو کیا ایک دن میں دو دن میں ان واقعات کا پتہ چلایا جاتا ہے کسی investigation agency کو یہ موقع تو دینا چاہیئے کہ وہ ان واقعات کو معلوم کرنے کے لئے ، بعض اوقات آدھی معلومات ہوتی ہیں اور یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان معلومات کو disclose نہ کیا جائے تاکہ وہ لوگ جن تک وہ پہنچتے ہیں ان کو خبر نہ ہو ۔ پھر جناب والا! آپ دیکھیں کہ کونسی

وہ قوتیں ہیں۔ جو پاکستان کے اندر افراتفری پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ کونسے وہ عناصر ہیں جو پاکستان کو مضبوط نہیں دیکھنا چاہتے آج پاکستان کو اس لئے سزا دی جارہی ہے کہ وہ کشمیر کے مجاہدین کی آزادی کے لئے diplomatic اور اخلاقی مدد دے رہا ہے کیا پاکستان کو اس بات کی سزا دی جارہی ہے کہ وہ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کا مطالبہ کررہا ہے ؟ اس حکومت کو اس لئے سزا دی جارہی ہے کہ اس سے پہلے جو حکومتیں تھیں انہوں نے کشمیر کے مسئلے کو بالکل نظرانداز کردیا تھا ۔ کیا موجودہ حکومت کو اس بات کی سزادی جارہی ہے کہ انہوں نے کشمیر کے مسئلے کو آج ایک عالمی مسئلہ بنا دیا ہے ۔

میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا! کشمیر کے عوام جو قربانی دے رہے ہیں ۔ کشمیر کے عوام جو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اس کا بھی ایک ردعمل ہے وہ قوتیں جو کشمیر کے عوام کو تو مغلوب نہیں کرسکتیں لیکن پاکستان کو pressurize کرنا چاہتی ہیں ۔ اور مجھے اپنے محب وطن دوستوں سے یہ گلہ ہے ۔ کہ وہ کیوں نہیں جرات سے کھڑے ہوتے، کراچی میں ان دہشت گردوں کی نشاندہی کیوں نہیں کرتے ان کی مذمت کیوں نہیں کرتے ان لوگوں کی مذمت کیوں نہیں کرتے جنہوں نے آج پاکستان کو کشمیر کے سلسلے میں ایک انتہائی اچھے اور نیک موقف سے دور کرنے کی کوششیں کی ہیں۔

میں foreign affairs پر بات نہیں کرنا چاہتا ۔ وہ formal statement ہمارے وزیر متعلقہ دیں گے ۔ لیکن ایک بات یہ بار بار کہی جاتی ہے کہ انہوں نے یہ کیوں سوچ رکھا ہے کہ ہماری موجودہ حکومت کے ایران اور چین کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں ۔ ہمارے اب بھی افغانستان کے ساتھ اور اس کے لوگوں کے ساتھ تعلقات اچھے ہیں۔ ہم افغانستان کے اندرونی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنا چاہتے ۔ یہ اور بات ہے کہ افغانستان کے اندر ابھی ایسے حالات ہیں کہ کسی کے قابو میں نہیں ہیں۔

ابھی محترمہ بے نظیر نے ایران کا دورہ کیا تھا ۔ پارلیمنٹ کو انہوں نے خطاب کیا ۔ ہمارے ان کے ساتھ انتہائی اچھے اور برادرانہ تعلقات ہیں۔ اب جناب والا! حال ہی میں آپ چین کا دورہکر کے آئے ہیں ۔ ہمارے چین کے ساتھ روایتی تعلقات ہیں۔ یہ کیوں ہماری اپوزیشن اس قسم کی باتیں کرتی ہے اور دوستوں کے درمیان ہماری دوستی کم کرنے کے درپے ہے ۔

جناب والا! آج کوئی ان کی طرف سے متبادل تجویز نہیں آئی ہے کہ جسے ہم کہہ سکیں کہ یہ

متبادل تجویز ہے ۔ صرف نکتہ چینی ، صرف برا بھلا کہنا ، یہ جناب والا! کسی بھی جمہوری معاشرے میں اپوزیشن کا رول نہیں ہوتا ۔ خدا کرے کہ اپوزیشن صحیح جمہوری رول ادا کرے اور پاکستان کے قومی معاملات میں پاکستان کی حکومت کے ساتھ ایک ہوکر چلے تاکہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ قومی مفادات میں اس قوم میں کوئی تفاوت نہیں ہے ۔ بہت مہربانی شکریہ ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ جناب مندوخیل صاحب ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین !پشاور کے کار بم کے دھماکے میں جتنی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں ، زخمی ہوئے ، اور پراپرٹی کو نقصان ہوا ۔ اس موضوع پر آج ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اپنی معروضات پیش کریں گے۔۔

جناب چیئرمین! بنیادی طور پر تو جیسا کہ ہمارے معزز سینیٹرز اپوزیشن نے کہا جو واقعہ وہاں پشاور میں ہوا ۔ اس میں گورنمنٹ مکمل فیل ہوئی ہے ۔ہونا یہ چاہیئے تھا کہ پہلے سے ان کے preventive measures ہوتے ۔ آج ہمارے ملک میں جناب والا! لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے ایسے حالات ہیں کہ گویا ملک میں مکمل خانہ جنگی شروع ہے ۔ فرقوں کے مابین ایک دوسرے کا قتل مقاتلہ شروع ہے۔ خارجی ممالک کے سفارتخانوں میں بموں کے دھماکے ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں معقول طریقہ اختیار نہ کرنا یہ حکومت کی خواہ وہ صوبائی حکومت ہو یا مرکزی حکومت ہو ، ان کی نااہلی ہے۔

جناب چیئرمین! اصل بات کیا ہے۔ یہاں جب ہم کہتے ہیں جیسے قاضی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں بدقسمتی یہ ہے کہ جو کچھ ہم ظاہری طور پر دیکھ رہے ہیں۔ عوام اور عوام کی پارٹیاں ، عوام کی حکومت اس وقت ان کا کسی شکل میں بھی اقتدار نہیں ہے۔ پاکستان میں ایجنسیوں کی اور جاسوسی اداروں کی حکومت ہے ۔ خارجہ پالیسی میں بظاہر کوئی وزیراعظم یا حکومت جو بھی کہے ان کا دعوٰی ہو کہ ہمارے ایران کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ ہمارے چین اور افغانستان کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ یہ سراسر زیادتی اور غلطی ہے اور غلط بات ہے۔ ان تمام ممالک کے خلاف ہمارے جاسوسی ادارے باقاعدہ جنگ لڑ رہے ہیں۔ چین نے written دیا ہے پاکستان کو کہ آپ دوسرے ملکوں کے ایجنڈے پر عمل کر رہے ہیں۔ تاجکستان نے written دیا ہے کہ آپ ہمارے خلاف لوگوں کو تربیت دے رہے ہیں اور ہماری خانہ جنگی میں آپ ملوث ہیں۔ افغانستان

کی حکومت نے سیکورٹی کونسل کو ، جنرل اسمبلی کو اور جیسے راجہ صاحب نے فرمایا باقاعدہ OIC کی وزارت خارجہ کی کانفرنس میں کہا کہ آپ ہمارے ملک میں مداخلت کر رہے ہیں۔ جناب کیا ہمیں معلوم نہیں ہے کہ طالبان کی افغانستان میں جو جنگ مرکزی حکومت کے خلاف جاری ہے اس میں پاکستان ملوث ہے۔ کیا وہ نیلے آسمان سے آئے ہیں ' from the blue sky۔

آج ہمارے ملک میں ڈیزل کا جو قحط ہے ، کمی ہے۔ ڈیزل کے بارے میں یہاں سکینڈلز ہیں۔ لاکھوں بیرل ڈیزل کا پرمٹ ناجائز طور پر امیر بیگم اور فلاں فلاں کو دیئے جا رہے ہیں۔ پاکستان خود ڈیزل اور پٹرول امپورٹ کر رہا ہے ۔ وزیراعظم صاحبہ اور کابینہ کی economic committee فیصلے کرتے ہیں ۲۶ جون کو کہ افغانستان کو ڈیزل ایکسپورٹ کیا جائے۔ کس مقصد کے لئے ؟ یہ صرف اس لئے کہ افغانستان میں طالبان کو سپلائی جاری رہے اور وہاں خانہ جنگی کو طول دیا جائے۔ یہاں ہمارے دوست فرماتے ہیں کہ ہم نے افغانستان کے ساتھ نیکی کی ہے۔ اگر آپ نے یہ نیکی اس لئے کی ہے کہ افغانستان کی sovereignty کو انگریزوں کی طرح اپنے تابع بنانا چاہتے تھے۔ تو آپ کو احمد شاہ مسعود اور ربانی کا جواب صحیح پڑتا ہے۔ وہ کہتے ہیں آپ کو کہ آپ نے ہماری امداد کی ہے لیکن کیا آپ نے یہ امداد ہماری sovereignty کی قیمت پر کی ہے۔

۔ جناب والا! اسی طرح تمام ملک میں شعیہ کافر' سنی کافر کا نعرہ جو ہے یہ ایجنسیوں کی بات نہیں ہے۔ ایران نے آپ کو written نہیں دیا ہے کہ آپ امریکی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں۔ امریکی ایران کے ارد گرد دائرہ تنگ کرنا چاہتے ہیں ۔ سب لوگ جانتے ہیں اور آپ ان پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ ملک میں جمہوریت کی کوئی حکومت نہیں ہے۔ محترمہ یا کوئی اور وزیراعظم صاحب کا صرف اقتدار ہوتا ہے باقی پالیسیاں انہوں نے نہیں بنائی ہیں۔ تو پھر یہی نتیجہ ہو گا۔

(ظہر کی اذان کے بعد)

تو جناب والا' ہمارے ملک میں مکمل جاسوسی اداروں کی تمام پالیسیاں وہ بناتے ہیں' ڈائریکٹ کنٹرول کرتے ہیں ۔ اور ان کی پالیسی یہ ہے کہ اپنے پڑوس کے ہر ایک ملک میں ہم مداخلت کریں۔ اب ایسے حالات میں جناب والا' افسوس یہ ہوتا ہے کہ جب یہ واقعہ ہوتا ہے تو بجائے اس کے کہ نوابزادہ نصراللہ خان صاحب بھی عقل سلیم سے کام لیں کہ پاکستان کو' اس ملک کو ہم نے تمام دنیا سے لڑانے کے لیے جب تیار کیا ہے یا تیار کر رہے ہیں اس کا انجام کیا ہو گا۔ بجائے اس کے کہ عقل سلیم سے کام لیں ہمارے بوڑھے بزرگ نے افغانستان پر اپنی طرف سے نیا حملہ

کرنے کا کہہ دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اس گورنمنٹ نے کیا ہے ۔ ہم پوچھتے ہیں کہ نوابزادہ صاحب کیا آپ یہ نہیں جانتے-- حافظ صاحب سے with due respect-- کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کی ایک اتحادی پارٹی کے روپ میں' طالبان کے روپ میں افغانستان میں مداخلت ہو رہی ہے۔

(اس موقع پر House میں موجود کافی ممبران نے question, question کہا---)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ ٹھیک ہے جو بھی آپ کہتے ہیں آپ question کریں--

جناب چیئرمین۔ جی جناب این ڈی خان صاحب--

پروفیسر این ڈی خان۔ جناب چیئرمین' جس issue پر ہم بحث کر رہے ہیں وہ بہت localised issue ہے اور پشاور میں جو bomb blast ہوا ہے اس کا ہم ایک جائزہ لے رہے ہیں لیکن Foreign Policy کو اس میں involve کرنا مناسب نہیں اور پاکستان کی یہ پالیسی ہے کہ افغانستان کے معاملات میں غیرجانبداری کا رویہ اختیار کیا جائے اور بارہا حکومت نے کہا ہے کہ طالبان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ہم non interference پر believe کرتے ہیں تو میں Chair سے request کروں گا کہ اسے confine کریں۔

جناب چیئرمین ۔ ہاں' میرا خیال ہے مناسب یہ ہے -- مندوخیل صاحب مناسب بات ہے کہ آپ پشاور کے واقعہ پر بات کریں----

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا! میں پشاور کی بات کر رہا ہوں۔ بالکل میں پشاور کی بات کر رہا ہوں۔ ایک حادثہ جب ہوا ہے ہمارے لوگوں کی جانیں گئی ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں میں اس پر بات کر رہا ہوں کہ اسباب کیا ہیں۔ اور ان اسباب کا' اس مسئلے کا حل کیا ہے۔ میں یہ بات کر رہا ہوں۔ عرض میری یہ ہے جناب والا' آپ اس کے ساتھ جب تمام دنیا میں دشمنی لے رہے ہیں ایسے حالات میں کس نے یہ کیا ہے ۔ ہر چیز جناب والا' اظہر من الشمس ہو گئی ہے۔ ہر چیز آ گئی ہے کہ ہیروئن کس نے شروع کی' امریکہ نے شروع کی۔ آپ کے اداروں نے' ہمارے ملک کے ادارے ان سے ملے اور تمام دنیا میں ہیروئن---

جناب چیئرمین۔ بہرحال یہ لمبی باتیں ہیں آپ پشاور کے لیے بات کریں۔ ہیروئن

اور یہ لمبی باتیں ہیں یہ بعد میں کر لیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔نہیں جناب والا' میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ بات صرف یہ ہے' اب کیا آپ یہی پالیسی بنائیں گے' یہی پالیسی رہے گی۔ جناب والا' ایک واقعہ ہوا فوج کا آپ کو علم ہے کہ محترمہ پہلے ہر وقت جدھر بھی جائیں---

Mian Raza Rabbani: Point of order, Sir. The Army incident has no relevance with the discussion which is going on now.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔بڑا relevance ہے ' میں ابھی بتا رہا ہوں---

Mian Raza Rabbani:... These are not the issues that are involved in this discussion.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔میں relevance بتا رہا ہوں۔

Mian Raza Rabbani: Raja Sahib has set the guideline he should strict to that guideline.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔جب دوسروں کے بچے مرتے ہیں تو اس وقت آپ' وزیراعظم اور حکومت والے کہتے ہیں کہ خیر ہے۔

پروفیسر این ڈی خان۔ گورنر کی family مری ہے بھائی---

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔میں اسی طرف آ رہا ہوں ابھی تو بات ہو رہی ہے۔ جناب والا' پھر معذرت کے ساتھ مورا صاحب کی--- محترمہ کو ہم کہتے ہیں مورا' ماں' ایک گاؤں میں وباء لگ گئی تو لوگ مورا صاحب کو کہنے لگے کہ دعا کریں یہ وباء ختم ہو جائے۔ مورا صاحب کے لیے تو ختم قرآن بھی ہوتا ہے اور دوسرے کہتے تھے خدا خیر کرے ' خدا خیر کرے' ایک دن مورا (ماں) مر گئی ' جب مورا مر گئی تو ملاں صاحب نے کہا کہ اب اس وباء نے پنجے گاڑ لئے ' جناب والا ! جب اس ملک میں تمام عوام کے خلاف یہ ادارے کام کر رہے ہیں تو محترمہ ہر جگہ خوش پھر رہی ہیں ،لیکن یہ ایک نیوز آئی ہے ---

جناب چیئرمین۔ میری ایک عرض سن لیں کہ پشاور کے واقعہ کے بارے میں ابھی

ہمیں کچھ نہیں پتا کہ یہ کیوں ہوا ، کیسے ہوا ، تو اس لئے انگلی اٹھانا کہ جی فلاں ادارہ کر رہا ہے ، ابھی مناسب نہیں ہے۔ investigation ہو رہی ہے ، ابھی پتا چلے گا تو پھر بات کریں آپ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میں صرف اتنا عرض کر رہا ہوں کہ جب وہاں ایک فقرہ آیا تھا صحیح یا غلط کہ بختاور اور بلاول کو مارا جائے گا ، اس دن محترمہ نے کہا کہ یہ سب کارنامے C.I.A. کے تھے ، یہ لوگ C.I.A. کے trained تھے ، آپ C.I.A. کے trained نہیں جانتے تھے کہ افغانستان میں یا دوسرے ملکوں میں مداخلت کریں ، جب آپ کے بچے بلاول اور بختاور کی بات آئی تو آپ نے کہا کہ یہ C.I.A. ہے ، ہم صرف یہ کہتے تھے کہ ------

پروفیسر این۔ ڈی ۔ خان۔ جناب چیئرمین صاحب ! ہم پاک افغان فارن پالیسی کو discuss کر رہے ہیں اور issues اٹھائے جا رہے ہیں جو ملک میں national interest کے خلاف ہے۔

جناب چیئرمین۔ فارن پالیسی ایک بہت بڑا issue ہے ، Army trial ایک علیحدہ مسئلہ ہے ، ابھی ہمیں کچھ پتا نہیں ہے کہ کیوں واقعہ ہوا ہے ۔ کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ افغانستان نے کیا ہے، ہمیں کیا پتا کس نے کیا ہے ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کو معلوم ہے کہ تمام پشاور میں ----

جناب چیئرمین۔ جی فتح محمد خان صاحب ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فتح محمد خان ۔ مسئلہ تو انہوں نے اٹھایا ہوا ہے ، انہوں نے direct افغانستان کو charge کیا ہوا ہے، بہرحال افغانستان ہمارے ملک کا حصہ تو نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ فتح محمد خان صاحب اس وقت میرے خیال میں ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ یہ واقعہ بڑا المناک واقع ہوا ہے ،اس سے سارے پاکستان کے ہر شخص کو بہت دکھ ہوا ہے اور یہ ابھی تک ہمیں کچھ پتا نہیں ہے کہ اس میں کون ملوث ہے ۔

جناب فتح محمد خان۔ لیکن حکومت نے تو افغانستان کو ملوث کیا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ حکومت جو مرضی ہے کرے ، لیکن ہمیں تو ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیئے ، ہمیں نہیں پتا کہ کس نے کیا ہے ' جب بات سامنے آئے گی تو تفصیل سے بات کر سکیں گے ۔ جی اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین صاحب! بات اس مرحلے تک پہنچائی کہ محترم نصراللہ خان صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے کہ افغانستان پر حملہ کیا جائے ' یہ جو ان کی تجویز ہے اس کا تعلق ضرور اس واقعہ سے اس طرح بنتا ہے کہ انہوں نے اس مسئلے کے حوالے سے ' دھماکے کے حوالے سے یہ کہا کہ اس کی ذمہ داری تمام افغانوں پر ہے ' افغانستان پر حملہ کیا جائے ۔ اس تعلق سے ہم لوگ کہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ تو پھر کیا ہم ان کی بات کو سچ مان لیں ؟

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ نہیں ، نہیں ہم نہیں مان رہے ' اس تعلق سے ہمیں بھی حق ہے کہ ہم کہیں ، ہم قوم کے نمائندے ہیں ------ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ اس قسم کی تجاویز سے یہ جو لوگ پیش کر رہے ہیں ' اس سے ملک کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں یا دشمن پیدا کرنا چاہتے ہیں اور جو یہ تجویز دے رہے ہیں ' اس حوالے سے ہم بات کر رہے ہیں کہ یہ مسئلہ کچھ اور ہے ' اس کو اس طرح پیش کیا گیا-----

جناب چیئرمین ۔ کیوں جی یہ حکومت کی ' نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کی statements ہیں .... why is not your statement? I don't know your ۔

میاں رضا ربانی: جہاں تک نوابزادہ صاحب کے بیان کا تعلق ہے اور اس کو زیر بحث لانے کا تعلق ہے ۔ پہلی بات یہ ہے under the Rules he is the member of National Assembly, he can't defend himself over here. اگر ان کو ان کے بیان کے ساتھ اختلاف ہے تو Media is available. They can do it through media over there, that is No.1. No.2 in a corelation there are members who have their own points of view.

Mr. Chairman: You are saying کہ وہ جو گورنمنٹ کا سٹینڈ نہیں ہے جو نوابزادہ صاحب نے کہا ہے۔ گورنمنٹ کا سٹینڈ تو کل وزیر

داخلہ صاحب کی سٹیٹمنٹ میں آئے گا۔ جی جناب راجہ صاحب

(مداخلت)

جناب چیئرمین : باری باری۔

راجہ محمد ظفر الحق: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت یہ توقع کرتی ہے کہ ان بلاسٹ کے بارے میں اپوزیشن کا ہر رکن کھڑا ہو کرحکومت کی تعریف کرے اس کی کارکردگی پر' یہ بہت مشکل ہوگا لیکن اگر حکومت اس بلاسٹ کے فوراً بعد افغانستان کے کونسل جنرل کو نکال دیتی ہے ------ اگر آپ سٹیٹمنٹ یہ دیں کہ افغانستان کا ہم کوئی تعلق نہیں سمجھتے تو they will not discuss Afghanistan لیکن اگر اب یہ کہیں کہ یہ ایک انٹرنیشنل conspiracy ہے جو پاکستان کے خلاف ہو رہی ہے ابھی آپ کے ایک رکن نے بھی کہا ہے کہ international conspiracy ہے اپوزیشن کو بھی ساتھ دینا چاہیئے۔ تو ------

Mr. Chairman: It is very sensitive issue, we still don't know yet who is the responsible.

راجہ محمد ظفر الحق، ہم یہی کہتے ہیں کہ جب یہ پتہ نہیں ہے تو پھر کسی کو accuseنہ کرو۔ پھر بحث بھی نہیں ہوگی۔ اگر گورنمنٹ کسی کو accuse کرے گی اور غلط طریقے سے کرے گی------

جناب چیئرمین، تو اس وقت کسی کو accuse کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ جب کوئی تفتیش سامنے آجائے ----

راجہ محمد ظفر الحق: ابھی تو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کس نے کیا ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح بات ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق: اور اگر نہ داخلی طور پر پتہ ہے اور نہ خارجی طور پر پتہ ہے تو پھر وہ کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ خود حکومت کر رہی ہے۔ اور یقین کیجیئے۔

جناب چیئرمین، دیکھیں ناں دو چیزیں واضح ہوئیں ایک تو یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کی سٹیٹمنٹ نہیں ہے جو نوابزادہ صاحب کی ہے' گورنمنٹ نے ایسا کوئی سٹینڈ نہیں لیا ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق، میں کہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ نے کوئی contradict کیا ہے۔ کیا گورنمنٹ کا یہ فرض نہیں تھا' کیا حکومت کا یہ وزارت خارجہ چلانا فرض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' نہیں' خارجہ چلانا اس کا فرض ہے۔ لیکن نوابزادہ صاحب کی سٹیٹمنٹ کو گورنمنٹ کیوں contradict کرے۔

راجہ محمد ظفر الحق، کیوں نہ کرے۔

میاں رضا ربانی، آپ نے اے این پی کے سٹینڈ کو contradict کیا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، تو میری درخواست یہ ہے کہ آپ اس واقعہ پر بحث کریں۔ کسی پر الزام تراشی نہ کریں۔ میری درخواست یہ ہوگی کہ چونکہ یہ معاملہ under investigation ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، میری بات تو سن لیں۔ رضا صاحب' میری عرض سن لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، میری گزارش یہ ہوگی چونکہ یہ معاملہ ابھی زیرتفتیش ہے اور بڑا حساس معاملہ ہے آخر اتنی جانیں ضائع ہوگئی ہیں' لوگوں کا اتنا نقصان ہوا ہے۔ ہم سب اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ سارا پاکستان رو رہا ہے۔ یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ اس وقت ہمیں پتہ نہیں کس نے کیا ہے۔ تو الزام تراشی نہ کی جائے اور اس مسئلہ پر ایک واقعہ کے طور پر بحث کی جائے۔ میری یہ درخواست ہے۔ جی جناب ترین صاحب۔

جناب بشیر احمد خان ترین، جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے ہمارے محترم صاحب نے کہا ہے کہ ہم افغانستان پر الزام تراشی نہ کریں۔ سب سے پہلے اس نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ یہ احسان فراموش افغان مہاجرین ------

میاں رضا ربانی، اس بات کو قاضی صاحب نے شروع کیا ہے۔ راجہ صاحب نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی ------

جناب چیئرمین، قاضی صاحب نے الزام تو کوئی نہیں لگایا۔ قاضی صاحب نے تو یہ کہا

ہے کہ افغانستان سے اچھے تعلقات رکھیں۔

میاں رضا ربانی: وہ بات درست ہے لیکن scope discussion کا وہاں سے بڑھا جہاں پر انہوں نے پوری انٹرنیشنل سیاست کو --------

Mr. Chairman: What I am saying please do not accuse anybody.

جی مولانا صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: مجھے آپ کی اس بات سے اتفاق ہے کہ ہمیں آج صرف اس معاملے کو اظہار افسوس تک محدود رکھنا چاہیئے۔ لیکن میں اتنا عرض کروں گا کہ کوئی limit آپ نے پارلیمانی لیڈروں کو ---

جناب چیئرمین: آج تو اظہار افسوس کریں، حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ فوری طور پر کوئی نتیجہ نکالیں۔ ہمیں پتہ بتائیں۔ یہ ہونا چاہیئے۔

مولانا سمیع الحق: میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی، میں پوچھنا چاہتا تھا کہ ٹائم اس کے لئے ----- ابھی اگر اجلاس ختم ہوگیا تو جو رہ جائیں گے وہ رہ جائیں گے یا کیا صورت ہوگی۔ یا تو دو دو منٹ سب کو موقع دے دیں۔

جناب چیئرمین: کوشش کرتے ہیں کہ سب کو موقع ملے۔ جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین صاحب! حالات بھی ایسے ہیں اور ماحول بھی گرم ہو چکا ہے نماز کا وقت ہے، وضو کرلیں، اللہ کا نام لے لیں۔

جناب چیئرمین: نماز کتنے بجے ہوگی اس کے لئے وقفہ کر لیتے ہیں۔ کتنے بجے۔

مولانا سمیع الحق: دو بجے تک ہو سکتی ہے بلکہ ہوتی ہے۔ یہ آپ ختم کرا دیں۔

جناب چیئرمین: دو بجے تک ہو سکتا ہے۔ آپ دونوں ملی یکجہتی کونسل میں ہیں ناں ۔ تو اس پر یکجہتی کر لیں تھوڑی سی۔

مولانا سمیع الحق: مندوخیل صاحب سے بھی گزارش ہے کہ اتنی تفصیل میں نہ جائیں۔ جس کے لئے کئی دن درکار ہوں۔

جناب چیئرمین: جی جناب مندوخیل صاحب۔ پندرہ منٹ کا وقفہ کروں گا میں دو بجے نماز کے لئے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ جو واقعات ہوئے ہیں اصل میں یہ ہماری غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہو رہے ہیں جو ہمارے ملک کے عوام کی پالیسیاں نہیں ہیں۔ جو عوام کے لئے اور اس ملک کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ اب اس کے نتیجے میں جو واقعات ہوئے ہیں اس میں' اس غم میں شریک ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اب اسی واقعہ سے پھر مزید ناجائز فائدہ اٹھا کر اس ملک میں ایک جنگی ماحول پیدا کر رہے ہیں تاکہ یہ ملک مسلسل اپنی پڑوسیوں کے ساتھ لڑتا رہے۔ ایک دلدل میں ہم پھنسے رہیں جس کا نتیجہ کیا ہوگا نتیجہ ہر شخص جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ بڑا خطرناک ہوگا۔ اس لئے ہم یہ کہتے ہیں جناب والا! کہ مہربانی کریں' کہ خواہ نوابزادہ صاحب ' پی ڈی ایف کے ممبر ہیں اور رولنگ پارٹی ہیں' نوابزادہ صاحب حکومت میں share holder ہیں۔ اگر نوابزادہ صاحب یہ بات کرتے ہیں تو وزیراعظم یہ بات کرتی ہے لیکن پاکستان کے عوام' پاکستان کے حکمرانوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں-----

جناب چیئرمین: میری دانست میں ' میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی حکومت کا ممبر ہے یعنی منسٹر ہے اس کی سٹیٹمنٹ کو تو میں کہوں گا کہ ہاں یہ حکومت کی سٹیٹمنٹ ہے' لیکن اگر ایک ممبر نیشنل اسمبلی ہے' یا چیئرمین کمیٹی ہے تو اس کی سٹیٹمنٹ کو میں حکومت کی سٹیٹمنٹ نہیں مانوں گا۔ اس کی اپنی سٹیٹمنٹ ہے۔ پی ڈی ایف' ٹھیک ہے' وہ سیاسی اتحاد ہے۔ لیکن حکومت کی جانب سے حکومت کا کوئی وزیر' شیر افگن صاحب اگر کوئی بیان دیں گے تو بادی النظر میں ہم اس کو مانیں گے لیکن بعد میں رد کر دیں گے۔ ٹھیک ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق: تو دور وہ آگیا ہے کہ نوابزادے کی بات نہیں مانی جائے گی شیر افگن کی مانی جائے گی۔

جناب چیئرمین: وہ وزیر نہیں ہیں colletive responsibility شیر افگن صاحب کی بنتی ہے۔ وہ آج کہہ گئے ہیں' گو وہ کہہ گئے ہیں جی .I am not responsible, he will examine that۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: انہی واقعات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر----- اب جناب والا! آپ پتہ لگائیں کہ کوئٹہ میں گاڑی کھڑی ہیں پولیس کی ۔ بلاامتیاز پختونوں کو گرفتار

کر رہے ہیں اور جیلوں میں لے جا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔

جناب رضا ربانی، کون کہتا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، میں کہتا ہوں آپ انکوائری کریں۔ جو ملزم ہیں، جو مجرم ہیں انہیں پکڑیں اس میں ہماری تائید ہے۔ لیکن میں بتا رہا ہوں پشاور میں بلاامتیاز لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے ' victimise کیا جا رہا ہے ۔ابھی بھی جناب والا! جو بھی لوگ یہاں رہتے ہیں افغانستان سے جو یہاں آئے ہیں ان مشکلات میں جو بھی ان کے created تھے ان کے created تھے جناب والا! اس کے باوجود آج بلکہ اگر میں یہ کہوں جب جاسوسی ایک معاملہ ہے' کیا یہ ممکن نہیں کہ افغانوں کو تنگ کرنے کے لئے آپ نے یہ کیا ہو ' کیا اس theory پر اپنا کمیشن نہیں بٹھایا ؛ question کیسے آپ کر رہے ہیں ؛ ہیروئین آپ خود دے رہے ہیں' اسلحہ آپ خود دے رہے ہیں' دوسرا سب کچھ آپ خود دے رہے ہیں۔ آپ کے ادارے دے رہے ہیں ۔کیا یہ ناممکن ہے ؛ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ صحیح نہیں ہے' خدا کرے صحیح نہ ہو ' خدا کرے آپ involve نہ ہوں

(آوازیں ۔۔آمین)

لیکن حالات ایسے ہیں کہ آپ کے involve ہونے کا بالکل پورا احتمال پیدا ہو سکتا ہے اس لئے آپ مہربانی کریں ۔جناب والا! ہم کہتے ہیں ہم یہاں ذمہ دار لوگ ہیں اس ملک کی غلط پالیسیاں نہ بنائیں ۔جنگ لڑیں دوسرے لوگوں کے ساتھ ' مداخلت نہ کریں ' دوسرے اداروں کو اپنی پالیسیاں بنانے اور ہمیں direct کرنے کا اور کنٹرول کرنے کا اختیار ان کے ہاتھ میں نہ دیں' اس کا یہی نتیجہ ہو گا کہ یہ لوگ آپ کو کاٹ دیں گے ' اس ملک کو کاٹ دیں گے ' آپ مہربانی کریں واقعی اگر آپ گورنمنٹ ہیں ؛ ان اداروں کو اپنے کنٹرول میں رکھیں۔ خود یہ پالیسی بنائیں 'اور نمبر (۱) افغانستان کے لوگوں کی victimisation اور ان کی ناجائز arrest یہ بند کریں اس کے ساتھ investigation واقعی ایسے ماحول میں کریں کہ ہم صحیح اس شخص تک پہنچ سکیں' ان لوگوں تک پہنچ سکیں جنہوں نے یہ کام کیا ہے 'بلکہ میں تو یہ تجویز دوں گا یہ terrorists سب آپ نے پالے تھے' ان کے نام آپ disclose کریں دنیا میں کہ جو terrorists آپ نے پالے تھے ان کے کیا نام تھے تا کہ لوگ احتیاط کریں ان سے کہ جہاں بھی وہ پھرتے ہیں عام لوگوں کو پتہ

ہو کہ یہ terrorist تھے اور آپ نے ان کو ٹرینڈ کیا تھا اور آپ نے افغانستان میں مداخلت کے لئے ان سے کام لیا تھا یا دوسرے ملکوں میں۔ اس لئے ' ہمارا مطالبہ یہ ہے جناب والا! کہ آپ مہربانی کریں اس مسئلے کے ذریعے جنگی ماحول پیدا کرنے سے روکیں، صحیح investigation کریں اور افغان کو victimisation سے روکیں اور یہ جو آپ کی پارٹیز بیٹھی ہوئی ہیں اور افغانستان کے خلاف پھر ایک لڑائی لڑنے کے لئے ۔ میں اتنا آپ سے عرض کروں گا کہ یہ نوابزادہ صاحب تھے جنہوں نے پاکستان کو اس دلدل میں پھنسایا ہے ۔ مجھے یاد ہے نوابزادہ صاحب پشتون علاقوں میں پھرتے تھے اور حکومت سے مطالبہ کرتے تھے کہ افغانستان پر حملہ کرو ورنہ میں نے خود کرنا ہے۔ یہ نوابزادہ صاحب کی پالیسی تھی اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام ملک میں دھماکے ہو رہے ہیں۔ اب اگر آپ پھر نوابزادہ صاحب افغانستان پر حملے کی بات کرتے ہیں ؛ اس کا انجام کیا ہوگا نوابزادہ صاحب ؛ اس کی ذمہ داری کس پر ہو گی ؛ اس لئے ہم اس سے پہلے یہ کہتے ہیں کہ آپ مہربانی کریں ان لوگوں کو روکیں، محترمہ کو روکیں۔

جناب چیئرمین - No point of order - شکریہ جناب ۔ اجمل خٹک صاحب ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک - جناب چیئرمین !یہ ایک ایسا المناک حادثہ ہے کہ جس کو آپ انسانیت، قانون، مذہب کسی بھی ضابطہ اخلاق کے تحت دیکھیں گے تو کوئی باضمیر اور کوئی اپنے آپ کو انسان کہلانے والا اس کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ میں اس واقعہ کے بارے میں، جو وہاں کے حالات تھے وہ بتائے گئے ہیں، میں ان واقعات پر رونا نہیں چاہتا ۔میں صرف یہ کہوں گا جس طرح ہم مذمت کرتے ہیں اس واقعہ کی ' نہ صرف اس واقعہ کی بلکہ میری پارٹی جس کا بنیادی اصول عدم تشدد ہے ۔ ہم ہر جگہ دہشت گردی اور جبر کے حق میں ہر قدم کی مذمت کریں گے اور کرتے رہیں گے ۔ سوال یہ ہے کہ دھماکہ پشاور میں ہوا قاضی صاحب نے کہا کہ اصل مسئلے کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاتی۔ ٹھیک کہا ہے مندوخیل صاحب نے کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک پر عوام کا اقتدار نہیں ہے ۔ایجنسیوں سے آپ کی مراد یہ بھی تھی کہ خارجہ ایجنسیوں کا اقتدار ہے ۔ میں ذرا اس میں ترمیم کرکے کہتا ہوں کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی نہ داخلی پالیسی ہے نہ خارجی صرف ایک پالیسی ہے کہ اپنے اقتدار کو جس طریقے سے بچا سکے، خواہ وہ آئینی ہو، غیر آئینی ہو ' اخلاقی ہو، غیر اخلاقی ہو ۔ اس کو بچائے صرف یہ پالیسی ہے

پھر کہا گیا کہ حکومت کچھ کرتی نہیں نہ صرف کراچی اور پشاور بلکہ ملک بھر میں حفاظتی انتظامات نہیں کئے اور ایسے حساس علاقے میں جو یہاں اسلام آباد میں مصری سفارتخانہ ہے اس کے واقعہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ تو میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ واقعی حفاظتی انتظامات نہیں ہوسکتے ۔ حکومت نہیں کرتی ۔ لیکن میں نے کہا کہ اس کی تو توجہ صرف اپنی کرسی کے تحفظ کی طرف ہے ۔ آپ یہ کہنے والے کہ تحفظ کا انتظام نہیں کرتے، اس کو کیوں نظر انداز کر جاتے ہیں ۔ یہ ایسا واقعہ ہے کہ اس کو جوڑا گیا اس سلسلے سے اور کہا گیا کہ یہ صرف پشاور میں نہیں ہوا کراچی سے لے کر خیبر تک یہ سلسلہ شروع ہے میں اس کو اس نظر سے دیکھتا ہوں کہ یہ حکومت کی ناکامی کی دلیل ہے، ثبوت ہے ۔ اس کے بعد کسی قانونی ، آئینی اور شرافت والی حکومت کا حق ہی نہیں کہ حکومت کرے اس کو استعفیٰ دینا چاہیئے ۔

سوال یہ نہیں کہ کس نے کیا ہم تو 17 سال سے پکار رہے ہیں کہ اپنی پالیسیاں بناؤ ۔ دوستوں کے ساتھ دوستی اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی ۔ لیکن یہ خیال ضرور رکھیں کہ دوسروں کی دشمنی، دوسروں کے گھر کی آگ ،دوسروں کی چیزیں اپنے گھر میں نہ لائیں ۔ احتیاط کریں ایک ملک کی صحیح پالیسی وہ ہوسکتی ہے کہ وہ دوستوں کے ساتھ دوستی بھی کرے اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی بھی ۔ لیکن بنیادی طور پر ان کی پالیسی کا محور اپنے ملک اور اپنے عوام اور اپنے مستقبل کی حفاظت ہوتی ہے ۔ ہم نے گزشتہ 17 سال میں مسلسل اس خطے کو جو بھی آیا اس کو نظر انداز کیا ۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج آپ وددو ہاؤس کا رونا روتے ہیں ۔ بدامنی کی یہ حالت ہے کہ کوئی بھی شخص سودا خریدنے کے لئے یا سفر کرنے کے لئے یا شہروں میں گھومنے کے لئے نکلتا ہے تو اس کے گھر والے دعائیں مانگتے ہیں کہ خدا ہمارے بچوں کو یا ہمارے رشتہ داروں کو واپس لے آئے ۔ یہ کیفیت ہے اس کی وجہ میں سمجھتا ہوں میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، اپوزیشن لیڈر نے اشارے کئے ، قاضی صاحب کی تقریر بھی ہوئی اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری نہ داخلہ پالیسی ہے نہ خارجہ پالیسی ہے۔ پھر اس پر طرہ یہ --- میں اس طرف آپ کی ہدایت کے مطابق نہیں جانا چاہتا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ افغانستان کو موردالزام ٹھہرانا اور اس حکومت اور افغانوں کے خلاف یہاں ایسے اقدامات کرنا جس کے نتیجے میں وہ دوستی ، وہ تعلق ، وہ ربط جو افغانستان اور پاکستان کے عوام کے درمیان بن گیا تھا دوستی کا ، مفاہمت کا ، بھائی چارے کا ، اس کو ہم خراب کرتے ہیں ۔ میں مندوخیل صاحب کی پوری تائید کرتا ہوں کہ ہم نہیں چاہتے کہ خواہ مخواہ زخموں

پر نمک پاشی کریں اور دفن شدہ مردوں کو اکھاڑیں لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ حکومت کی پالیسی دانش، تدبر ، سیاست اور حکمرانی کے خلاف ہے اور وہ خواہ مخواہ افغانستان کو اس میں ملوث کرنے کی درپے ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ ان کے مقاصد میں شاید ان گروپوں کی سرپرستی کرنا ہو جن کے ذریعے وہ پاکستان کی طرف سے کسی کو بھی اپنا پٹھو بنا کر وہاں بٹھانا چاہتے ہوں ، لیکن اس ایوان میں علی الاعلان یہ ضرور کہوں گا کہ کسی طرف سے بھی اور خصوصاً" پاکستان کی طرف سے جو افغانستان کا تاریخی اور ہر لحاظ سے ہمسایہ ملک ہے اس کے خلاف یہ کوشش کرنی کہ وہاں کسی بھی نام سے اپنا پٹھو بٹھائیں، یہ کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی ، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم نئی دنیا میں ، اکیسویں صدی کا خواب دیکھنے والے ، اپنے آپ کو دشمنوں کے اندر ، دشمنوں کے سمندر میں خون کے جزیرے کی طرح بند رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب والا! اس لئے ہم اس پالیسی کی ضرور تردید کریں گے اور یہ کہیں گے کہ دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ اور خصوصیت سے افغانستان کے ساتھ ہماری ایسی پالیسی ہو جس کا تقاضا ، تاریخ کرتی ہے ، مذہب کرتا ہے ، عقیدہ کرتا ہے اور پاکستان کی ضرورت کرتی ہے - ہم اندھا دھند افغانوں کے خلاف--- افغان پکڑے گئے، فلاں جگہ پکڑے گئے ، بلاشبہ میں انکار نہیں کرتا پشاور میں افغانستان کے گذشتہ سالوں کے واقعات کے بعد ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ کوئی بھی شخص خواہ اس ایوان میں بیٹھا ہو یا اس سے باہر یہ ضمانت نہیں دے سکتا کہ وہاں جو لوگ ہیں وہ سب کے سب پاک دامن ہیں ، ان سب کے ہاتھ صاف ہیں جیسے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ پشاور کے تمام لوگوں کے ہاتھ صاف ہیں - میں یہ بھی نہیں کہتا کہ بدقسمتی سے ہم نے دنیا بھر کا ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ اسلام کے نام پر ہوتا تو ہم اس کی تائید کرتے ، ہم نے ٹھیکہ لے رکھا ہے - بہرحال یہ جو واقعہ ہوا اس میں افغانوں کو مورد الزام ٹھہرانا اور ان کو بلاوجہ پکڑنا اور ان کے خلاف کارروائی کرنا --- یہ بھی کہا گیا ہے کہ افغانوں کو نکالا جائے ، جناب چیئرمین صاحب ! آپ یاد رکھیں یہ جو کمزور حکومت --- مجھے کہا گیا کہ ایک تھانہ دوسرے تھانے پر الزام لگاتا ہے کہ تمہارا مجرم ہے - دوسرا تھانہ تیسرے تھانے پر الزام لگاتا ہے ، یہاں پر کہتے ہیں کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے اور صوبہ کہتا ہے کہ مرکز کا مسئلہ ہے۔ یہ جو کمزور حکومت ہے اس سے زیادہ کیا کمزوری ہوگی۔ میں دور نہیں جانا چاہتا کہ ہماری محترمہ اپنے شہر میں موٹر سے اپنے گھر نہیں جا سکتی اور جلسہ نہیں کر سکتی ایسے حالات میں ملک کے جو حالات ہیں ان حالات میں افغانوں کو چھیڑنا،

انہیں مورد الزام بنا کر ملک سے نکالنا نہایت ہی خطرناک ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں اب wind up کر لیں کیونکہ وقت پورا ہو رہا ہے۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ بس جی ہو گیا، تو میں کہتا ہوں کہ دہشت گردی جہاں بھی ہو، جو بھی کرے، جس قسم کی بھی ہو اس کا تدارک ہونا چاہیئے اور اس سے پہلے جیسے میں نے تقریر کے شروع میں کہا ہم ہر جگہ دہشت گردی کی جو بھی کرے مذمت کرتے ہیں لیکن جو لوگ دہشت گرد کے لفظ پر مذمت پر خوش ہوتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ذہن سے یہ بات نکال لیں کہ دہشت گرد جو ان کے ذہن میں ہے وہ دہشت گرد ہیں۔ دہشت گرد دہشت گرد ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہے۔ کسی نام سے بھی ہے وہ دہشت گرد ہے اور جن کی طرف اشارہ کرتے ہیں ایک فقرے میں کہہ دوں زیادہ نہیں۔ میں نہایت ذمہ داری سے کہتا ہوں یہ ذمہ داری لے لیں کہ جن کی طرف ان کے ذہن میں بات ہے میں اس کے پاس جا کر یہ مسئلہ حل کرا سکتا ہوں لیکن یہ سنجیدگی سے، نیک نیتی سے قدم اٹھائیں goodwill کی فضا بنائیں لیکن جب یہ خواتین کو گھروں سے نکال کر، جوانوں کو گھروں سے نکال کر ہتھکڑی ڈال کر، بیڑیاں ڈال کر خود قتل کرتے ہیں ایسی فضا میں کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

بہر حال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ دہشت گردی کی مذمت ہو اس کا تدارک ہو لیکن تدارک کے لئے میں مندوخیل صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ اس سینٹ میں اپنے اپوزیشن لیڈر کی تائید کرتا ہوں کہ اس کے لئے یہ دوسرے مسائل، انتقام جوئی، رقابت کا کوئی واقعہ ہو جائے تو بجائے اصل کے پکڑنے کے کسی اور کو اپنے مخالف کو پکڑا جاتا ہے اور اصل مسائل سے چشم پوشی ہوتی ہے اس کی بجائے اصل مسائل کی طرف توجہ ہو تو میرے خیال میں تمام خرابیوں کے باوجود خراب ہو گی تو حکومت ہو گی، ہم ہوں گے، ہمارے عوام خراب نہیں ہیں ان پر اعتماد کیا جائے تو وہ خراب نہیں ہیں اور جھوٹ سے، دھوکے سے، فریب سے، جبر سے ان کو دھوکہ نہ دیا جائے اور ان پر ایجنسیوں کو مندوخیل صاحب جیسے بتا رہے تھے مسلط نہ کیا جائے ان کو اپنے حقوق دیئے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب غلام اکبر لاسی صاحب۔

جناب غلام اکبر لاسی ۔ جناب میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ گزشتہ سترہ سالوں سے جو

پالیسیاں ہیں وہ واقعی خراب تھیں مگر وہ ان لوگوں کے ساتھ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے گزشتہ سترہ سال سے پاکستان پر حکومت کی ہے ؟

جناب چیئرمین۔ بہر حال ۔ So my proposal would be, کہ ہم دو بجے وقفہ کر لیں کوئی پندرہ بیس منٹ کا اور اجلاس تین بجے تک چلالیں ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, the problem is that the Law Minister and myself have to go to the Prime Minister at quarter past 2. So I would be grateful if the House could go until quarter past 2.

میرے خیال میں بس انہوں نے بولنا ہے اور بس دو منٹ مجھے دے دیں ۔

جناب چیئرمین۔ چلیں مولانا سمیع الحق صاحب آپ تو بات کر لیں ۔

مولانا سمیع الحق ۔ شکریہ جناب چیئرمین! جہاں تک پشاور کے حادثے کا تعلق ہے جیسا کہ جناب اجمل خٹک صاحب نے فرمایا کہ کسی بھی قانون اور اخلاق اور دین اور شریعت رواج اور ہر لحاظ سے یہ انتہائی اور شدید قابل مذمت اور قابل غور مسئلہ ہے اور بہر حال اس وقت حکومت مرکز میں بھی ہے اور صوبہ سرحد میں بھی ہے تو حکومت اس سے مبرا نہیں ہو سکتی ہے اور اسے بالکل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس کو یہ ذمہ داری سپرد کی ہے کہ وہ law and order قائم کرے۔ لوگوں کے جان اور مال کا تحفظ کرے تو اس دہشت گردی اور اس ظلم وستم کی میں اور میری پارٹی جمعیت علمائے اسلام شدید مذمت کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ اتنا گھمبیر ہے کہ اس کو بالکل نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا میں ان تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا ہوں کیونکہ اس کے لئے طویل وقت چاہئے سترہ سال کی ایک تاریخ ہے اس کے پشت پر لیکن بہرحال اتنا عرض کروں گا کہ پاکستان نے اس مسئلے میں گویا جارحیت کا ارتکاب کبھی نہیں کیا تھا۔ ایک سپر پاور انسانوں اور مظلوموں کو روندتے ہوئے گھس آئی اور اس نے وہاں قبضہ استبداد جمایا اور اس کے مقابلے میں افغانستان کے عوام اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کا رخ پاکستان کی طرف تھا ۔ وہ ہمارے گرم پانی تک پہنچنا چاہتا تھا ۔ افغانستان کے ساتھ پاکستان نے ایک انصار کا ایک تاریخی اورعظیم کردار ادا کیا ۔ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا۔ بجائے اس کے ہم اس کو سیاست کی طرف لے جائیں اور اپوزیشن حکومت کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنائے اور

حکومت ہمیں تنقید کا نشانہ بنائے اس طرح مسئلہ حل نہیں ہو گا یہ ایک خطرہ درپیش ہے جس کے ساتھ انسانوں کی جانیں وابستہ ہیں ۔ معصوم بچے اور خواتین اس طرح کب تک قتل ہوتے رہیں گے۔ قتل تو پاکستانیوں کا ہو گا۔ اب کوئی کہے کہ فلاں کا جرم ہے اور فلاں کا تو اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا ۔ کاش کہ جنیوا معاہدہ کے وقت ان سارے حالات کو دیکھا جا چکا ہوتا۔ ہم نے تو وہاں بھی کہا تھا کہ جنیوا معاہدہ کو آخری شکل دینے سے پہلے پہلے اس رستے ہوئے ناسور کا علاج کیا جائے اور سارے معاملات طے کئے جائیں لیکن بہرحال میں اتنا عرض کروں گا کہ اس وقت خدا را اپوزیشن اور حکومت اس مسئلے میں کم از کم یکجہتی کا اور یگانگت کا ایک راستہ اختیار کرے۔ حکومت کو چاہیئے کہ ہمیں اندھیرے میں نہ رکھے کہ اس کی افغانستان کی پالیسی کیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے کہ افغانستان کی پالیسی کیا ہے ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طالبان کی پشت پر ہیں اور کچھ کہتے ہیں نہیں ہیں ۔ طالبان کا بہرحال اپنا ذاتی معاملہ ہے ہے اور وہ افغانی قوم ہے۔

جناب بشیر احمد خان ترین۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ابھی افغانستان کی بات کرنے سے گریز کرنے کی بات کی گئی لیکن مولانا صاحب پھر افغانستان تک گئے۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔ جناب والا! میں مولانا صاحب کا مکمل احترام کرتا ہوں لیکن یہ بات کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مداخلت نہیں کی ہے۔ مولانا صاحب کے مدرسے، جس میں ہمارے اس ملک کے لوگ طالب علم ہیں وہ مولانا صاحب محترمہ کی گورنمنٹ کے ساتھ مل کر بھیج رہے ہیں۔

(مداخلت)

مولانا سمیع الحق۔ جناب! میں یہی عرض کروں گا کہ جو الزامات انہوں نے لگائے ہیں میں ان کی تردید کروں گا کہ ہمارا کوئی بھی پاکستانی میری طرف سے یا کسی کی طرف سے وہاں شریک جنگ نہیں ہے۔ یہ افغانستان قوم ہے اور ان کا اپنا معاملہ ہے۔ ہم ان کو خانہ کعبہ میں بھی لے گئے اور ان سب کا اتفاق کروایا۔

جناب چیئرمین۔ لیکن اس کا پشاور سے کیا تعلق ہے ۔ بہرحال اس پر بحث کسی اور موقع پر کریں گے۔ آپ نے خود فرمایا تھا کہ آج پشاور کے واقعہ پر اظہار افسوس کیا جائے اور

حکومت کو کہا جائے کہ اس کا جلدی جلدی نتیجہ نکالے۔

مولانا سمیع الحق۔ میں یہی بات کرتا ہوں کہ ہمیں ان معاملات میں نہیں جانا چاہیئے۔ کوئی طالبان کو ملوث کر رہا ہے، کوئی ربانی کو اور اس میں شک نہیں ہے کہ طالبان کی پشت پر پاکستان ہے یا نہیں لیکن ربانی کے ساتھ بھارت کے فوجی لڑ رہے ہیں۔ بھارت کے اسلحہ سے بھرے ہوئے جہاز آ رہے ہیں اور ساری جنگ پاکستان کے خلاف ہو رہی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین صاحب! یہ طریقہ تو نہیں کہ یہ ہر منٹ بعد اٹھیں گے۔

(interruption)

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب ویسے یہ بات اصولی طور پر صحیح ہے کہ کسی کی تقریر پر اس طرح مداخلت نہیں کرنی چاہیئے۔ جی جناب۔

راجہ محمد ظفر الحق: میں گزارش کروں گا کہ دونوں طرف کی مداخلت کے بغیر مولانا صاحب کو اپنی تقریر کرنے دی جائے۔ مولانا صاحب آپ اپنی تقریر کریں۔

مولانا سمیع الحق: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم بالکل لا تعلق نہیں رہ سکتے۔ اس وقت روس اور بھارت دونوں سپر پاورز وہاں اسلحہ کی یلغار کر رہی ہیں حالانکہ اس کی حکومت صرف ایک چوتھائی حصہ پر بھی نہیں ہے اور پورا افغانستان اس وقت آزاد ہے امن و امان کا دور دورہ ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ پشاور پر آئیں۔ مندوخیل صاحب یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ نے ہمیشہ اصولوں کی پاسداری کی ہے یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک تقریر کر رہا ہے، یہ میرا فرض ہے کہ ان کو بتائیں کہ کس پر کریں۔ مولانا صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں لیکن پشاور پر آئیں۔

مولانا سمیع الحق: انقلابات جہاں ہیں بہت بڑے ہیں۔ آج مندوخیل صاحب اور خٹک صاحب نے اتنی زوردار تقریر کی کہ افغان قوم کو تکلیف نہ دی جائے، ان کو نہ نکالا جائے۔ یہ ہمارا مؤقف تھا، ہم لڑ رہے تھے----

(interruption)

جناب چیئرمین: بہر حال اس کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ اگر آپ کو ان کی بات سے اختلاف ہے تو یہ طریقہ نہیں ہے۔ جب موقع آئے گا' آپ اپنی پالیسی بیان کردیں۔ جی جناب حافظ صاحب' پوائنٹ آف آرڈر۔

(interruption)

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ کوئی ممبر کسی ممبر کی تقریر میں مداخلت نہیں کرسکتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت جو ہونا تھا وہ ہوا۔ خدارا اس وقت حکومت -------

(interruption)

Mr. Chairman: Mandokhel Sahib this is not in order, please sit down.

مولانا سمیع الحق: میں یہ حکومت سے موذبانہ عرض کروں گا کہ وہ اور اپوزیشن مل بیٹھ کر اس معاملے کو کچھ حل کریں۔ اس طرح دھماکے ختم نہیں ہوں گے۔ ہزاروں لاکھوں فوجی بھی کھڑے ہوجائیں گے' جب ہزاروں لاکھوں افغان پھر رہے ہوں اور بین الاقوامی طاقتیں پاکستان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں' راء لگا ہوا ہے' بھارت لگا ہوا ہے' روس لگا ہوا ہے' اس کا حل یہ ہے خدارا آپس میں سیاسی جھگڑے اپنی جگہ ہم رکھیں' لیکن کم از کم افغانستان کے مسئلے پر ہم سیاسی جماعتوں کو اپوزیشن کو اعتماد میں لیں اور اپنی خارجہ پالسی بتائیں اور اگر ہماری کوئی تجاویز ہوں اور آپ کو معقول لگیں اس پر عمل کریں' تب یہ معاملہ حل ہو گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جی جناب حافظ صاحب On Point of Order.

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! یہ تو بعد میں فیصلہ ہوگا کہ افغانستان میں کسی کو لڑانے میں کامیاب ہوئے یا نہیں لیکن آج یہ اپوزیشن کو آپس میں لڑانے میں تقریباً کامیاب ہوگئے ہیں۔ جناب نماز کا وقت ہے' اب----------

(interruption)

جناب چیئرمین: بس دو منٹ لیں گے۔ نہیں آپ کل کرلیں۔ نہیں میں نے وعدہ

کیا تھا لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ صرف دو منٹ لیں گے ۔ انہوں نے سوا دو بجے جانا ہے۔ ہم adjourn کریں گے۔

حافظ حسین احمد: پھر وہ دکھتی رگ چھیڑیں گے۔

میاں رضا ربانی: نہیں نہیں میں کوئی دکھتی رگ نہیں چھیڑوں گا۔

جناب چیئرمین: میں ان کو روکوں گا اور کل آپ کی تقریر ہوگی۔ جی don't take too long

Mian Raza Rabbani: No sir, I will just take two or three minutes not more than that. Thank you very much sir. I will just be very brief. There are just two or three points that I would like to clarify and they are starting. (1) is that I would like to make it abundantly clearthat the Government of Pakistan is fully committed to the fact that Pakistani soil is not to be used for any form of terrorist activity, internally or externally and to this end the Government is committed totally and it will leave no stone untruned to see that the soil of Pakistan is not used to any form of terrorist activity either internally or externally. The other is sir, that I would most humbly like to submit that it has been stated repeatedly, a discussion has been carried on or tried to be carried on Pakistan's foreign policy. Without going into the details of it the basic principle of Pakistan's foreign policy is non-interference and neuterality in the affairs of nation states throughout the world. Pakistan is committed to a principled foreign policy, Pakistan is committed to a foreign policy in which the national interests of the country are supreme and are paramount. So these are the guiding principles of Pakistan's foreign policy.

Sir, thirdly, as far as this incident is concerned the incident is under inquiry whatever facts till now have come to light they would be brought on the floor of the House by the Interior Minister tomorrow when he makes a policy

statement or winds it up. But the impression that is tried to be created that the Government was lethargic, that the Government was in disarray at the time of the bomb blast is totally incorrect. The Provincial Government and when and where required the Federal Government acted in unions and acted in total conformity of the requirement of the situation. I would at this time most humbly make a request that anywhere in the world where terrorism has now become a world wide phenomenon and anywhere in the world where terrorism has been effectively combated of course administrative measures are there but it has to be an overall effort of the general populus of the people that has to isolate the terrorists. The terrorists have to feel isolated from the population and it is only then that terrorism can be most effectively combated and in the end sir I would once again like to reiterate on behalf of the Government its commitment to eradicate all forms of terrorism from Pakistan and from its soil. Thank you.

Mr. Chairman: So the House is adjourned to meet again tomorrow at 9.30 a.m.

(The House then adjourned to meet again at thirty past nine of the clock in the morning on Wednesday, December 27, 1995)